تصنیف

تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان قادری نور اللہ مرقدہ

ترجمہ و تخریج

معراج علی مرکزی

خطیب و امام نورانی مسجد، سنجے نگر گماٹی، کرلا، ممبئی

ناشر

سعدیہ عربک گرلس کالج سہاگ پور گونڈہ

www.muftiakhtarrazakhan.com

حدیث ''أصحابی کالنجوم... '' کی موضوعیت پر جانشین مفتی اعظم ہند حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی نایاب تحقیق اور اچھوتی تحریر

''**الصحابة نجوم الاهتداء**''

کا سلیس اردو ترجمہ

بنام

راہِ ہدایت کے درخشاں ستارے

تصنیف

تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان قادری ازہری نور اللہ مرقدہٗ

ترجمہ وتخریج

معراج علی مرکزی

(خطیب وامام نورانی مسجد، سنجے نگر، کمانی، کرلا، ممبئی)

ناشر

سعدیہ عربک گرلس کالج، سہاگ پور، گونڈہ

نام عربی کتاب : الصحابة نجوم الاهتداء

مصنف : جانشین مفتی اعظم ہند، تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان قادری ازہری نور اللہ مرقدہٗ (متوفی :۱۴۳۹)

اردو ترجمہ : راہ ہدایت کے درخشاں ستارے

مترجم : معراج علی مرکزی

خطیب و امام نورانی مسجد، سنجے نگر، کمانی، کرلا، ممبئی

موبائل :۹۷۶۸۷۲۰۲۷۷

تقدیم ،نظر ثانی و تصحیح : جامع معقولات و منقولات حضرت علامہ مفتی ناظم علی مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

کمپوزنگ : حافظ محمد اشتیاق رضوی

سیٹنگ : مولانا تبریز احمد نظامی علیمی ،مولانا محمد رفیق نظامی سجانی

پروف ریڈنگ : مولانا اویس رضا بیدل مرکزی ازہری

سن اشاعت: ۲۰۲۰ء/۱۴۴۲ھ

صفحات : ۷۴

ناشر : سعدیہ عربک گرلس کالج، سہاگ پور، گونڈہ

(ملنے کے پتے)

(۱) سعدیہ عربک گرلس کالج، سہاگ پور، گونڈہ

(۲) سنی نورانی مسجد، سنجے نگر، کمانی، کرلا، ممبئی

﴿شرف انتساب﴾

شہزادۂ اعلی حضرت، تاجدار اہل سنت،

مرجع حاملان شریعت، مربی تاج الشریعہ

حضور مفتی اعظم ہند الشاہ

مصطفی رضا خان نوری قادری

کے نام

ع: گر قبول افتد زہے عز و شرف

معراج علی مرکزی

فہرست

عنوانات	صفحہ نمبر

عرض مترجم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

چند دنوں قبل راقم کے ایک دوست نے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے رسالہ ''**الصحابۃ نجوم الاھتداء**'' کے اردو ترجمہ کی طرف توجہ دلائی کہ اس رسالہ کا اردو میں ترجمہ کردیں تاکہ اردوداں طبقہ بھی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے اس تحقیقی رسالہ سے مستفیض ہوسکے۔ راقم نے جب رسالہ کا مطالعہ کیا تو اس کے معرض وجود میں آنے کا سبب یہ معلوم ہوا کہ معروف حدیث پاک ''**أصحابی کالنجوم بأیھم اقتدیتم اھتدیتم**'' جو قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی کتاب'' **الشفا بتعریف حقوق المصطفی** ''میں مندرج ہے، محشی (ڈاکٹر طٰہٰ عبدالرؤف سعد ازہری) نے اس حدیث پر حاشیہ لگاتے ہوئے اسے موضوع قرار دے دیا اور موضوعیت کے ثبوت میں علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی ''**التلخیص الحبیر** ''اور ابن حزم کی'' **الاحکام** ''کا حوالہ پیش کیا، یہ بات جب حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ تک پہنچی تو آپ نے موضوعیت کی تردید کرتے ہوئے یہ رسالہ تصنیف فرمایا اور مذکورہ حدیث پاک کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ لیتے ہوئے یہ ثابت فرمایا کہ حدیث ''**أصحابی کالنجوم**''موضوع نہیں بلکہ مقبول ہے اور متعدد احادیث سے اس حدیث کی تائید ہوتی ہے۔

راقم نے رسالہ کا مطالعہ کرنے کے بعد والدین سے اجازت اور دعائیں لے کر اس کے ترجمہ کا آغاز کیا اور فضل خدا سے چند دنوں میں ترجمہ مکمل ہوگیا۔ ایک

زبان کو دوسری زبان میں منتقل کرنا کتنا مشکل اور دشوار کام ہے اس سے وہ لوگ بخوبی واقف ہیں جن لوگوں نے اس دشت مغیلاں کی آبلہ پائی کی ہے۔ راقم نے اپنی بساط کے مطابق ترجمہ سلیس اور سھل کرنے کی کوشش کی ہے تاہم راقم کو اپنی کم علمی و بے بضاعتی کا مکمل اعتراف ہے لہذا اصحاب علم وفضل سے گذارش ہے کہ اگر مجھ سے کہیں کوئی فروگذاشت یا کمی ہوئی ہو تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تا کہ آئندہ اس کی اصلاح کی جاسکے۔

اب میں اپنے ان تمام محسنین اور کرم فرماؤں کی بارگاہ میں ہدیۂ تشکر و امتنان پیش کرتا ہوں جنھوں نے اس کار خیر میں کسی طرح میرا تعاون کیا ہے۔

سب سے پہلے راقم ممنون ہے جامع معقولات و منقولات خلیفۂ تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی ناظم علی مصباحی صاحب قبلہ (استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور) کا جنھوں نے قلت وقت اور کثرت مصروفیات کے باوجود راقم کے کہنے پر شفقت کا مظاہرہ فرماتے ہوئے رسالہ کی تصحیح فرمائی اور ایک اہم مقدمہ بھی رقم فرمایا۔ اللہ تعالی حضرت کے علم وعمل میں برکتیں عطا فرمائے۔

بعدہ راقم احسان مند ہے شہزادۂ تاج الشریعہ، قائد اہل سنت حضرت علامہ مفتی عسجد رضا خان قادری صاحب قبلہ (سربراہ اعلی جامعۃ الرضا، بریلی شریف) کا جنھوں نے راقم کی خواہش پر کلمات تبریک تحریر فرمائے جو راقم کے لیے اعزاز کی بات ہے۔

بعدہ شکریہ کی سوغات پیش کرتا ہوں یادگار اسلاف، نور دیدۂ مفتی اعظم ہند استاذی المکرم حضرت علامہ مفتی محمد صالح نوری قادری بریلوی صاحب قبلہ (شیخ الحدیث جامعۃ الرضا، بریلی شریف) کی بارگاہ میں کہ حضرت نے راقم کی گذارش پر

دعائیہ کلمات سے نوازا۔ حضرت کا وجود اہل سنت کے لیے عظیم نعمت ہے۔ مولی تعالی حضرت کو صحت و عافیت عطا فرمائے، آپ کا سایہ اہل سنت پر دراز فرمائے اور حضرت کے قلم سے نکلے ہوئے دعائیہ کلمات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

بعدہ ہدیہ تشکر پیش کرتا ہوں خلیفۂ تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی ڈاکٹر یونس رضا مونس اویسی صاحب قبلہ (استاذ جامعہ عربیہ احسن المدارس قدیم کانپور)، مناظر اہل سنت حضرت علامہ مفتی اختر رضا مجددی مصباحی صاحب قبلہ (صدر شعبۂ افتا دارلعلوم مخدومیہ جوگیشوری)، صاحب تصانیف کثیرہ حضرت علامہ مفتی ذوالفقار خان نعیمی صاحب قبلہ (نوری دارالافتاء کاشی پور اترا کھنڈ) اور ادیب شہیر حضرت علامہ مفتی توفیق احسن برکاتی صاحب قبلہ (استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور) کا کہ ان تمام کرم فرماؤں نے راقم کی خواہش پر تقریظ تحریر فرما کر اپنے قیمتی تاثرات سے نوازا۔ مولی تعالی ان سب کو جزائے خیر دے اور علم و عمل میں برکتیں عطا فرمائے۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں خلیفۂ تاج الشریعہ حضرت علامہ محمد نعیم الحق ازہری رضوی صاحب قبلہ (صدرالمدرسین دارالعلوم غوثیہ ضیاء القرآن، کرلا، ممبئی) کا شکریہ ادا نہ کروں جو شروع سے آخر تک میری رہنمائی کرتے رہے اور وقفہ وقفہ سے مفید وکارآمد مشوروں سے نوازتے رہے نیز حضرت قاری عتیق الرحمن رضوی صاحب قبلہ (ہرارے، زمبابوے) کا مشکور ہوں جنھوں نے اس کتاب کی طباعت واشاعت کا بیڑا اٹھایا۔ اللہ تعالی انھیں اجر عظیم عطا فرمائے۔

آخر میں اپنے جمیع معاونین بالخصوص حافظ محمد اشتیاق رضوی، مولانا تبریز نظامی علیمی، مولانا محمد رفیق نظامی سبحانی، مولانا صدام علی خان مرکزی ازہری، مولانا شیراز ملک نظامی ازہری اور مولانا اویس رضا بیدل مرکزی ازہری کا بے حد ممنون

ہوں کہ انھوں نے اس کاروان عمل میں میرا ساتھ دیا۔

رخصت ہوتے ہوئے ان تمام قارئین سے جو اس کتاب سے فائدہ حاصل کریں ، درخواست ہے کہ مجھے اور میرے والدین کو اپنی نیک دعاؤں میں یاد رکھیں۔مولی تعالی راقم کی اس کاوش کو قبول فرمائے ، جملہ معاونین کو اجر جزیل عطا فرمائے اور اسے میرے لیے توشۂ آخرت اور ذریعۂ نجات بنائے ۔**آمین بجاہ سیدالمرسلین علیه وعلی آله أفضل الصلاة وأکرم التسلیم**

طالب دعا:

معراج علی مرکزی

خطیب وامام نورانی مسجد، سنجے نگر، کمانی، کرلا، ممبئی

موبائل: ۹۷۶۸۷۲۰۲۷۷

کلمات تبریک

نبیرۂ اعلی حضرت، قائد اہل سنت، جانشین تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی عسجد رضا خان قادری

سربراہ اعلی مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا، بریلی شریف

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

"**الصحابة نجوم الاهتداء**" عربی زبان میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا ایک علمی وتحقیقی رسالہ ہے، عربی زبان میں ہونے کی وجہ سے صرف عربی داں طبقہ ہی اس سے مستفیض ہو رہا تھا، مولانا معراج علی رضوی مرکزی نے اردو میں اس کا ترجمہ کر کے وسیع اردو داں طبقہ کو بھی اس سے مستفیض ہونے کا موقع فراہم کیا۔ اللہ تعالی انھیں جزائے خیر دے اور بیش از بیش خدمت دین کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ **آمین بجاه النبی الأمین علیه وعلی آله أفضل الصلاة وأکمل التسلیم**۔

محمد عسجد رضا قادری

بریلی شریف

۴؍ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۳؍ ستمبر ۲۰۲۰ء

دعائیہ کلمات

یادگار اسلاف نور دیدۂ مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد صالح

نوری قادری بریلوی

شیخ الحدیث جامعۃ الرضا بریلی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان اللہ العظیم و بحمدہ والصلاۃ والسلام علی حبیبہ الکریم و علی آلہ وأصحابہ أجمعین

عزیزم حافظ وقاری مولوی معراج علی مرکزی (ساکن: نارائن نگر، گھاٹ کوپر، ممبئی) مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا، بریلی شریف کے اُن ہونہار و ذی استعداد وممتاز ابناء سے ہیں جو زبان وقلم سے قوم وملت کو نفع پہنچانے کا سچا اور اچھا جذبہ رکھتے ہیں اور اپنی حیثیت کے مطابق علمی خدمات کے لئے کچھ نہ کچھ تگ ودَو کرنا چاہتے ہیں۔ معراج علی سلمہ کی یہ علمی کاوش جو آپ کے ہاتھوں میں ہے حضرت تاج الشریعۃ، عمدۃ العلماء، وقت کے عظیم ترین مفتی وادیب، مرجع عوام وخواص، حضرت علامہ شاہ محمد اختر رضا خاں قادری بریلوی (ازہری میاں) رحمۃُ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک اہم ووقیع عربی رسالے کا اردو ترجمہ ہے۔ ماشاء اللہ اچھا اور صحیح ترجمہ ہے۔ نہیں لگتا کہ اتنا لائق تحسین ترجمہ کل کے کسی فارغ التحصیل، نوعمر فاضل نے کیا ہوگا۔ یہ تو مشّاق فضلا وادبا کا سا کام ہے ماشاء اللہ۔ **زادہ اللہ تعالیٰ توفیقاً وعلماً**۔ مولائے کریم اپنے فضل وکرم سے عزیزم مولوی معراج علی سلمہ کی یہ سعی مشکور فرمائے، مسلمانوں کو

نفع دے، مصنف ومترجم کو قوم وملت کی طرف سے جزائے خیر سے نوازے اور اصل وترجمہ دونوں کو شرف قبولِ عام بخشے۔

مسلمانوں کو چاہیے اس کو پڑھیں۔ سمجھنے کی کوشش کریں۔ اس کو پھیلانے، آگے بڑھانے میں دلچسپی لیں۔ یہ بھی دین کی اہم خدمت ہے، عظیم کار ثواب ہے کہ راہ راست سے ہٹنے والوں کے لئے اصلاح کا اس میں سامان ہے۔ **والتوفیق من اللہ**۔

فقیر محمد صالح قادری نوری بریلوی (جامعۃ الرضا)

۱۱ر محرم الحرام ۱۴۴۲ھ مطابق ۳۱ر اگست ۲۰۲۰ء

تقریظ

مصباح الفقہاء، خلیفۂ تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی ڈاکٹر یونس رضا مونس اویسی

استاذ و مفتی جامعہ عربیہ احسن المدارس قدیم کانپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدلله وکفی والصلوة والسلام علی حبیبه المصطفی وآله وصحبه اولی الصدق والصفا۔

مرکز دائرۂ علم وایمان، عین فضل وایقان، اعتدال میزان عدالت، تکمیل ایمان امت، عدیم اشباہ ونظائر، روضۂ گلستان تقدیس، کاشف سر مکنون، خازن علم مخزون، مدلول حروف مقطعات، مجموعۂ کمالات سید عالم ﷺ کے صحابہ ایسی ذوات قدسیہ ہیں جن کی مثال ونظیر کائنات پیش نہیں کرسکتی، ان کے فضل وکمال پر متعدد آیات اور احادیث شریفہ شاہد عدل ہیں۔انہیں عشاقان مصطفی ﷺ کی شان **أصحابی کالنجوم بأیهم اقتدیتم اهتدیتم** ہے۔اس ارشاد پاک پر دور حاضر کے ایک صاحب نے کلام کیااور اسے موضوع کہنے پر پورا زور صرف کیا جبکہ ان کی پوری بحث لاف وگزاف ہے۔اس بات کی طرف فقیر اویسی ہی نے استاذ گرامی افضل الامثال والاقران، قطب زماں، تاج الشریعہ، بدرالطریقہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری علیہ الرحمہ کی توجہ مبذول کرائی نتیجتاً علمی دنیا کو "**الصحابة نجوم الاهتداء**" ملی۔ یہ رسالہ علمی دلائل سے بھرپور ہے اور حضور

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی شان محققانہ اور محدثانہ پر بھی دال ہے۔

عزیز القدر حضرت حافظ وقاری مولانا معراج علی مرکزی زید مجدہ نے **"الصحابة نجوم الاهتداء"** کا سلیس اردو ترجمہ بنام "راہ ہدایت کے درخشاں ستارے" کیا ہے۔ ماشاء اللہ اچھا ترجمہ کیا ہے، آپ پڑھیں گے تو اندازہ ہوگا کہ یہ کسی نوجوان عالم کا قلم نہیں بلکہ کسی کہنہ مشق مترجم کا ترجمہ کیا ہوا ہے، موصوف جامعۃ الرضا کے باصلاحیت ذی استعداد ابناء میں سے ہیں، مولی تعالی ان کے علم وعمل میں برکتیں عطا فرمائے، دین وسنیت کا شاندار مبلغ بنائے اور ان کی اس علمی کاوش کو اصل کی طرح مقبولیت عطا فرمائے۔ **آمین بجاہ سید المرسلین علیه أفضل الصلوات وأزكى التحيات۔**

طالب دعا: ڈاکٹر محمد یونس رضا اویسی رضوی غفرلہ القوی

خادم تدریس وافتا

جامعہ عربیہ احسن المدارس قدیم کانپور

وسابق صدر المدرسین جامعۃ الرضا، بریلی شریف

۱۶ر محرم الحرام ۱۴۴۲ھ مطابق ۵ ر ستمبر ۲۰۲۰ء بروز ہفتہ

تقریظ

مناظر اہل سنت، خلیفۂ تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا

مصباحی مجددی

صدر شعبۂ افتاء دار العلوم مخدومیہ، اوشیورہ برج،

جوگیشوری (ویسٹ) ممبئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اس میں کوئی شک نہیں کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سرچشمۂ اسلام اور ساری امت مسلمہ کے لیے معیار ہدایت ہیں کہ کلام الٰہی کے اولین مخاطبین ہونے کے ساتھ ساتھ حضور رحمت عالم ﷺ کے فیض صحبت سے مستفیض ہونے کا شرف بھی انھیں ذوات قدسیہ کو حاصل ہوا جس سے ان کا ظاہر و باطن اس قدر پاکیزہ ہو گیا کہ اللہ تعالی ان سب سے راضی ہو گیا اور ہر ایک سے جنت کا وعدہ کر چکا۔ ان کے فضائل ومناقب پر درجنوں آیات قرآنیہ اور سیکڑوں احادیث نبویہ شاہد عدل ہیں۔ اس مفہوم کی قدرے وضاحت حدیث ''**أصحابی کالنجوم بأیھم اقتدیتم اهتدیتم**'' سے بھی ہوتی ہے جسے بہت سارے محدثین نے اپنی اپنی کتب میں نقل کیا ہے۔ اسی حدیث کو علامہ قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ والرضوان نے بھی اپنی مشہور زمانہ کتاب ''**الشفا بتعریف حقوق المصطفی**'' جلد دوم، باب ثالث کے فصل سادس میں فضائل صحابہ کے بیان میں درج کیا ہے،

مگر کتاب کے محشی نے اس حدیث پر طعن کرتے ہوئے اپنی تعلیق میں اس حدیث کے موضوع ہونے کا دعوی کیا اور بطور سند علامہ ابن حجر عسقلانی کی "**التلخیص الحبیر**" اور ابن حزم غیر مقلد کی "**الاحکام**" کو پیش کیا جس سے اہل علم میں تشویش پیدا ہوئی، بعض ارباب دانش نے یہ مقدمہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں پیش کر دیا چنانچہ اسی کے نتیجے میں "**الصحابۃ نجوم الاھتداء**" نامی عظیم الشان رسالہ منصۂ شہود پر آگیا جس میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے مخالفین کے جملہ شکوک وشبہات، ایرادات واعتراضات کا نہایت محققانہ، محدثانہ اور منصفانہ محاسبہ فرما کر ان کے مطلوب کو باطل کیا ہے اور حدیث مذکور کو مختلف سندوں سے پیش فرما کر فن حدیث کے اصولوں پر اس کے غیر موضوع، مقبول اور قابل حجت ہونے کو ایسے اچھوتے انداز میں ثابت کیا ہے کہ قاری اس اعتراف پر مجبور ہو جاتا ہے کہ واقعی آپ وارث علوم اعلی حضرت تھے۔ علم حدیث میں آپ کے تبحر علمی اور شان امتیازی کا اندازہ اس واقعہ سے بھی بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ ۲۰۰۹ء میں عالم اسلام کی عظیم ترین یونیورسٹی جامعہ ازہر مصر نے جب آپ کو آپ کی خدمات دینیہ کے اعتراف میں بڑے فخر کے ساتھ "فخر ازہر" ایوارڈ پیش کیا تھا تو اسی موقع پر ۴ر مئی ۲۰۰۹ء کو جامعہ ازہر کے شیخ الازھر اور اور عظیم محدث حضرت علامہ سید محمد طنطاوی کے ساتھ ایک خصوصی نشست میں مختلف موضوعات پر علمی مذاکرہ بھی ہوا جس میں یہ حدیث بھی زیر بحث آئی، اتفاق سے اس وقت تک شیخ الازھر بھی اس حدیث کو موضوع ہی قرار دیتے تھے مگر انہوں نے جب حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے دلائل اور آپ کے قوت استدلال کو ملاحظہ کیا تو اپنے سابقہ موقف سے برجستہ رجوع فرما لیا اور اعتراف کیا کہ یہ حدیث موضوع نہیں، مقبول ہے۔ **فللہ الحمد**

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کا یہ رسالہ علم حدیث کا شہ پارہ ہے جو اپنے موضوع پر لاجواب ہے مگر خالص عربی زبان میں ہونے کی وجہ سے اردوداں طبقہ اب تک اس کے علمی فیضان سے محروم تھا اس لیے اس بات کی ضرورت شدت سے محسوس کی جارہی تھی کہ اگر کوئی صاحب اس کا اردو ترجمہ کردیتے تو اس کا فیضان علمی عوام وخواص سب کو عام ہوجاتا، قابل صد مبارک باد ہیں حضرت مولانا معراج علی صاحب قبلہ مرکزی زید مجدہ جنھوں نے بڑی عرق ریزی اور جانفشانی کے ساتھ اس رسالے کا نہایت ہی سلیس، شاندار اور کامیاب اردو ترجمہ بنام ''راہ ہدایت کے درخشاں ستارے'' کرکے اس ضرورت کو پورا کردیا۔ مولائے کریم مولانا موصوف کی اس علمی خدمت کو قبول فرمائے، اصل کتاب کی طرح اس کے ترجمہ کو بھی مقبول انام بنائے اور مولانا موصوف کو حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کے فیضان سے مالامال کرکے اہل سنت کا درخشندہ ستارہ بنادے۔ **آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ وعلی آلہ أفضل الصلوات وأکرم التسلیم**

محمد اختر رضا مصباحی مجددی

خادم التدریس والافتاء دارالعلوم مخدومیہ، اوشیورہ برج، جوگیشوری (ویسٹ)

۲۹ رمحرم الحرام ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۸ رستمبر ۲۰۲۰ء

تقریظ

خلیفۂ تاج الشریعہ، صاحب تصانیف کثیرہ حضرت علامہ مفتی محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی

نوری دارالافتاء کاشی پور، اترا کھنڈ

الحمدلله رب البيت العتيق والصلاة والسلام على خاتم الأنبياء أفضل الخلق وأول التخليق وعلى آله وأصحابه أجمعين أصحاب التوثيق خصوصاً على امير المؤمنين أبى بكر الصديق أفضل الخلق بعد النبيين والمرسلين بالتحقيق والتصديق وعلى التابعين والأئمة المجتهدين والأولياء الكاملين والعلماء الربانيين أصحاب السلوك والتحقيق والتدقيق خصوصاً على صاحب الرسالة المنيفة الشيخ العلامة المحدث المفتى محمد اختر رضا خان القادرى البريلوى الازهرى المعروف بتاج الشريعة العالم الرشيق الرفيق اللبيق ۔

اما بعد!

یوں تو صدیوں سے رافضی ٹولہ صحابۂ کرام پر تبرا اور ان کی مقدس بارگاہوں میں توہین و تنقیص کرتا رہا ہے مگر دور حاضر میں رافضیوں کا یہ ناپاک عمل اور گستاخانہ رویہ بہت تیز ہو گیا ہے ۔ سر عام کبھی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے خلاف ہرزہ سرائی کبھی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے متعلق بیہودہ گوئی کبھی

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے خلاف بکواس کبھی کاتب وحی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے خلاف زہر افشانی ومغلظات بیانی ان خبثا کا معمول ہو گیا ہے۔

کیا انہیں خبر نہیں ؟ کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے :

"أصحابی کالنجوم بأیهم اقتدیتم اهتدیتم"

یعنی میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں ان میں سے جن کی بھی اقتدا کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

(کشف الخفاء للہنداوی ،ج ۱ ص ۱۵۰۔رقم الحدیث ۳۸۱)

کیا وہ نہیں جانتے ؟ کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا:

"ان أصحابی بمنزلة النجوم فی السماء فأیما أخذتم به اهتدیتم ، واختلاف أصحابی لکم رحمة"

یعنی میرے صحابہ آسمان پر ستاروں کے مانند ہیں، ان میں سے جس کا دامن پکڑ لو گے ہدایت پا جاؤ گے۔اور میرے صحابہ کا اختلاف بھی تمہارے لیے رحمت ہے۔

(المدخل الی السنن الکبری للبیہقی ،ج۱ص ۱۶۲۔رقم الحدیث ۱۵۲)

کیا صحیح مسلم میں نبی پاک ﷺ کا فرمان پاک انہیں نظر نہیں آیا جسے حضرت ابو ہریرہ نے یوں روایت کیا:

"لا تسبوا أصحابی لا تسبوا أصحابی فوی الذی نفسی بیده لو أن أحدکم أنفق مثل أحد ذهباً ما أدرک مد أحدهم و لا نصیفه"

یعنی میرے صحابہ کو گالیاں مت دو۔قسم ہے اس ذات کی جس کے

دست قدرت میں میری جان ہے، اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرے گا تو وہ کسی ایک صحابی کے ایک مد بلکہ نصف مد ثواب کو بھی حاصل نہیں کر سکے گا۔

(صحیح بخاری، رقم الحدیث : ۳۶۷۶ صحیح مسلم، رقم الحدیث : ۲۵۴۰)

یقیناً انہیں معلوم ہے!!!

مگر بد بختی سے ان کی ناپاک عقلیں صحابۂ کرام کی عظمتوں کے تصور سے محروم ہیں۔ ان کے اذہان وقلوب اصحاب رسول اللہ ﷺ کی رفعتوں و برکتوں سے محظوظ ہونے کے قابل نہیں۔ ان کی بوسیدہ وغلیظ فکر اور گندی سوچ، صحابۂ کرام کی شان جلالت وقدر ومنزلت کے پاکیزہ تصورات وتخیلات کے لائق نہیں۔ یہ رات و دن صحابۂ کرام کو گالیاں دیتے ہیں بکواس کرتے ہیں بھونکتے رہتے ہیں اس کے علاوہ اور کر بھی کیا سکتے ہیں وہ اپنی عادت سے مجبور ہیں ؎

مہ نور می فشاند وسگ بانگ می زند

مہ را چہ جرم خاصیت سگ ہمیں بود

زیر نظر رسالہ "راہ ہدایت کے درخشاں ستارے" تاج الشریعہ حضرت علامہ شاہ مفتی اختر رضا خان قادری بریلوی ازہری نور اللہ مرقدہ کے عربی رسالہ منیفہ "**الصحابة نجوم الاهتداء**" کا اردو ترجمہ ہے۔

لائق مبارک باد ہیں فاضل نوجوان حضرت مولانا معراج علی مرکزی (خطیب وامام نورانی مسجد، سنجے نگر، کمانی، کرلا، ممبئی) جنہوں نے اس مبارک رسالہ کا اردو ترجمہ کیا اور اس میں درج عبارات کی تخریج فرمائی۔

یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ انہوں نے اس رسالہ کے ترجمہ میں خوب محنت کی ہے

اور عمدہ انداز ترجمانی اختیار کیا ہے۔

علاوہ ازیں اس سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا ہے کہ کتابیں لکھنا اور شائع کرنا اچھا کام ہے اور کمال کی بات ہے مگر وقت پر لکھ کر شائع کرنا یہ اس سے بھی بڑے کمال کی بات ہے۔حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ نے جب ضرورت تھی تب اس کتاب مستطاب کو تحریر فرمایا تھا۔البتہ آج جب کہ رافضیت کے ناپاک جراثیم پھیل کر سنی خانقاہوں اور مدرسوں میں پہنچ رہے ہیں اس کا اردو ترجمہ وقت کی ضرورت کے مطابق ہے۔مترجم موصوف کا اردو ترجمہ کرنا لائق تحسین عمل ہے۔

دعا ہے اللہ پاک اس مبارک رسالہ کو قبول فرما کر مقبول خاص وعام فرمائے،مترجم موصوف کو اس کی بہتر جزا دے،علم وعمل اور عمر میں بے پناہ برکتیں عطا کرے،دین ودنیا کی بھلائیوں سے نوازے،مصنف علام علیہ الرحمۃ کے فیوض وبرکات سے ان کے ساتھ اس فقیر کو بھی حصہ نصیب فرمائے اور رافضیت ناصبیت و خارجیت سے ہم سب اہل سنت کو محفوظ و مامون فرمائے۔

آمین بجاہ خاتم النبیین والمرسلین صلوات اللہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ أجمعین۔

نیازمند: محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی

نوری دارالافتاء مدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پور اتراکھنڈ

مورخہ: ۲۷ر محرم الحرام ۱۴۴۲ھ

منظوم تاثر

ادیب شہیر، ماہر علم وفن حضرت علامہ مفتی توفیق احسن برکاتی مصباحی

استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور، اعظم گڑھ، یوپی

(نجوم ہدایت)

نجوم ہدایت صحابہ نبی کے
ہیں صدیق اکبر صداقت میں یکتا
یہ عثماں حیا اور سخاوت میں یکتا
امین خلافت صحابہ نبی کے

سراپا عدالت صحابہ نبی کے
ہیں فاروق اعظم عدالت میں یکتا
علی مرتضی ہیں شجاعت میں یکتا
نجوم ہدایت صحابہ نبی کے

شریعت، طریقت کے پیکر صحابہ
نبی کے جواں بخت لشکر صحابہ
سراپا محبت صحابہ نبی کے

امانت، دیانت کے خوگر صحابہ
ہیں دست نبوت کے ساغر صحابہ
نجوم ہدایت صحابہ نبی کے

کوئی اس جہاں میں نہیں ان کا ثانی
کی اس طرح سے دین کی پاسبانی
ہماری محبت صحابہ نبی کے

کٹی راہ حق میں ہی ان کی جوانی
سمجھتے تھے دنیا کو بس آنی جانی
نجوم ہدایت صحابہ نبی کے

کوئی فہم قرآں کا ماہر تھا ان میں
غریبوں کا ہمدرد وناصر تھا ان میں
عروج ولایت صحابہ نبی کے

نشان فقاہت بھی ظاہر تھا ان میں
کوئی نعت سرور کا شاعر تھا ان میں
نجوم ہدایت صحابہ نبی کے

نبی کا ہے اکرام پہچان ان کی کلام الٰہی میں ہے شان ان کی
نبی پر تھی قرباں دل وجان ان کی نوازش خدا کی ہے مہمان ان کی
منار ولایت صحابہ نبی کے نجوم ہدایت صحابہ نبی کے

حقیقت بیاں کی ہے اختر رضا نے رضا کی زباں دی ہے جن کو خدا نے
انہیں قرب بخشا مرے مصطفی نے معظم کیا ان کو صدق وصفا نے
کتاب محبت صحابہ نبی کے نجوم ہدایت صحابہ نبی کے

دلوں میں ہزاروں ستارے ہیں روشن شریعت کے خوش تر نظارے ہیں روشن
عزیمت کے اونچے منارے ہیں روشن صحابہ کی عظمت کے دھارے ہیں روشن
سزاوار الفت صحابہ نبی کے نجوم ہدایت صحابہ نبی کے

نبی کے صحابہ کی عظمت ہے اس میں فصاحت، بلاغت، نفاست ہے اس میں
رضا خاں کی علمی وراثت ہے اس میں بزرگوں کی سچی عقیدت ہے اس میں
قلم کی امانت صحابہ نبی کے نجوم ہدایت صحابہ نبی کے

رسالہ کا ہر اک بیاں خوب تر ہے مترجم کا حسن زباں خوب تر ہے
کتاب وقلم کا جہاں خوب تر ہے سجا علم کا آسماں خوب تر ہے
ادب کی ضرورت صحابہ نبی کے نجوم ہدایت صحابہ نبی کے

مترجم ہیں معراج علی نیک سیرت مصنف سے رکھتے ہیں حسن عقیدت
کتاب وسخن سے ہے ان کو محبت کتب بینی سے خوب ان کو ہے رغبت
سخن کی کرامت صحابہ نبی کے نجوم ہدایت صحابہ نبی کے

یہ احسن ہے سچی ارادت کا خواہاں نبی کے صحابہ کی عظمت کا خواہاں

خدا کے کرم اور رحمت کا خواہاں رسول خدا کی محبت کا خواہاں
مزاج شریعت صحابہ نبی کے نجوم ہدایت صحابہ نبی کے

توفیق احسن برکاتی
جامعہ اشرفیہ مبارکپور، اعظم گڑھ
۱۵؍محرم الحرام ۱۴۴۲ھ مطابق ۴؍ستمبر ۲۰۲۰ء
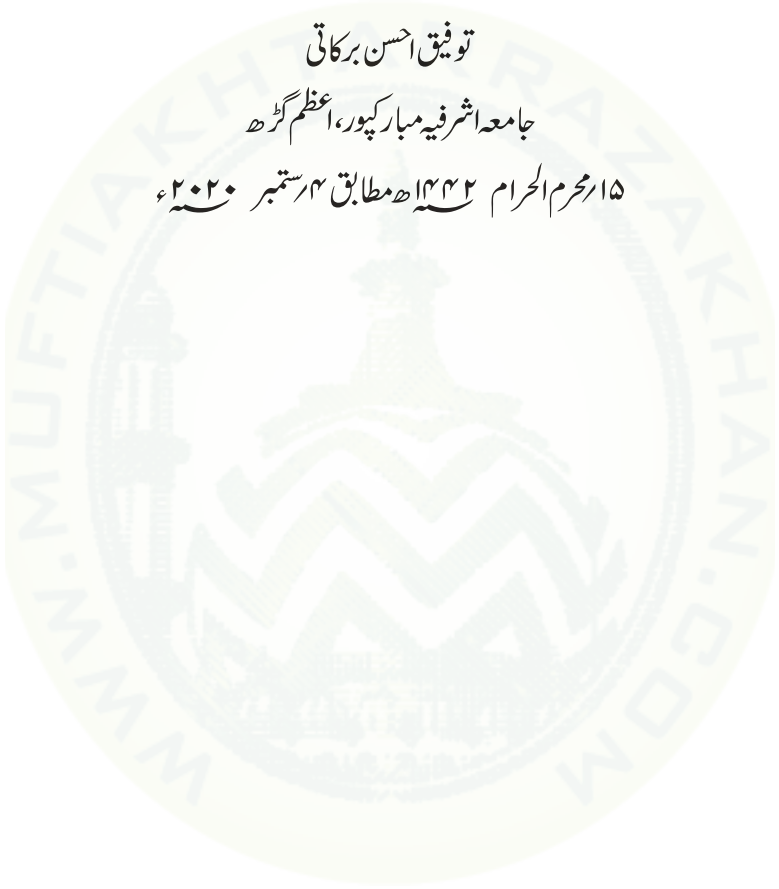
حالات مصنف

تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان قادری ازہری

(متوفی: ۱۴۳۹ھ)

جانشین مفتی اعظم ہند، تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان قادری ازہری نور اللہ مرقدہ کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں، آپ ایسے جامع الکمالات اور مجمع البحرین تھے کہ ہر لقب آپ کو زیب دیتا ہے، آپ وسیع النظر مدبر، دعوت و تبلیغ کے سپہ سالار، علم و عمل کے جبل شامخ، رد بدعات و منکرات میں یکتائے روزگار اور رشد و ہدایت کے عظیم رکن تھے، غرض یہ کہ آپ اپنی مثال آپ تھے۔

ولادت باسعادت : آپ کی ولادت باسعادت ۲۴/ذی قعدہ ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۳/نومبر ۱۹۴۳ء کو محلہ سوداگران بریلی شریف میں ہوئی۔

اسم گرامی : خاندانی دستور کے مطابق ''محمد'' نام پر عقیقہ ہوا، والد ماجد حضور مفسر اعظم نے آپ کا نام ''اسماعیل رضا'' تجویز کیا اور عرفی نام ''اختر رضا'' رکھا گیا، عوام وخواص میں ''تاج الشریعہ'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔

رسم بسم اللہ خوانی : جب آپ کی عمر شریف ۴/سال، ۴/ماہ، ۴/دن کی ہوئی تو والد ماجد نے بسم اللہ خوانی کی محفل منعقد کی، حضور مفتی اعظم ہند نے رسم بسم اللہ خوانی ادا کرائی۔

تعلیم و تربیت : ناظرہ قرآن مجید والدہ ماجدہ سے پڑھا اور والد ماجد سے اردو کی

کچھ کتابیں پڑھیں، پھر دارالعلوم منظر اسلام کے استاد حافظ انعام اللہ خان تسنیم حامدی بریلوی سے پہلی فارسی، دوسری فارسی، گلستاں اور بوستاں وغیرہ پڑھی، اس کے بعد دارالعلوم منظر اسلام میں داخلہ لیا اور مروجہ درس نظامی کی تکمیل کی، منظر اسلام میں عربی زبان و ادب کے لئے جامعہ ازہر مصر کے ایک استاد شیخ عبدالتواب صاحب خدمت انجام دیتے تھے، آپ کی ذہانت و فطانت دیکھ کر انہوں نے آپ کے والد ماجد کو آپ کو جامعہ ازہر مصر بھیجنے کا مشورہ دیا، چنانچہ آپ کے والد ماجد حضور مفسر اعظم نے ۱۹۶۳ء میں جامعہ ازہر مصر بھیج دیا اور وہاں آپ نے کلیہ اصول الدین میں داخلہ لیا، ۱۹۶۶ء میں تعلیم مکمل کر کے وطن عزیز ہندوستان کی طرف مراجعت فرمائی۔

اساتذۂ کرام : حضور مفتی اعظم ہند مصطفی رضا خان قادری، حضور مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا خان قادری (والد ماجد)، محترمہ نگار فاطمہ عرف سرکار بیگم (والدہ ماجدہ)، بحر العلوم مفتی افضل حسین مونگیری منظر اسلام بریلی شریف، مفتی جہانگیر خاں رضوی اعظمی منظر اسلام بریلی شریف، مولانا انعام اللہ تسنیم حامدی منظر اسلام بریلی شریف، شیخ عبدالتواب مصری منظر اسلام بریلی شریف، فضیلۃ الشیخ محمد سماحی جامعہ ازہر مصر، فضیلۃ الشیخ عبدالغفار جامعہ ازہر مصر۔

عقد مسنون : جامعہ ازہر سے واپسی کے دو سال بعد ۳؍نومبر ۱۹۶۸ء بروز اتوار علامہ حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ کی صاحبزادی سلیم فاطمہ سے آپ کا عقد نکاح ہوا۔

بیعت و خلافت : آپ کو بچپن ہی میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے داخل سلسلہ فرمالیا تھا، ۱۵؍جنوری ۱۹۶۲ء مطابق ۸؍شعبان ۱۳۸۱ھ کو دارالعلوم منظر اسلام کے سالانہ اجلاس میں کثیر علما و مشائخ کی موجودگی میں حضور مفتی اعظم ہند

نے جملہ سلاسل کی اجازت وخلافت عطا فرمائی، علاوہ ازیں حضور احسن العلما اور برہان ملت مفتی برہان الحق جبلپوری علیہما الرحمہ سے بھی جملہ سلاسل کی اجازت و خلافت حاصل تھی۔

زیارت حرمین شریفین : حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو ۶ ؍مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی، پہلا حج ۱۴۰۳ھ مطابق ۱۹۸۳ء، دوسرا حج ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹۸۵ء، تیسرا حج ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۹۸۶ء، چوتھا حج ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۰۰۸ء، پانچواں حج ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۰۰۹ء اور چھٹا حج ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۰۱۰ء میں کیا، اس کے علاوہ آپ نے فضل خدا سے بے شمار عمرے کیے۔

تصنیف وتالیف : تصنیف وتالیف آپ کا خاندانی ورثہ ہے، اعلی حضرت، حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم ہند کی طرح آپ نے بیشتر تصنیفات کے ذریعہ قوم کی رہنمائی فرمائی، آپ کی تصنیفات میں سے بعض یہ ہیں:

(۱) ہجرت رسول (۲) آثار قیامت (۳) شرح حدیث نیت (۴) دفاع کنز الایمان (۵) تین طلاقوں کا شرعی حکم (۶) ثبوت جلوس محمدی (۷) الصحابۃ نجوم الاھتداء (عربی) (۸) الفردۃ فی شرح البردۃ (عربی) (۹) شرح حدیث الاخلاص (عربی) (۱۰) الحق المبین (عربی) (۱۱) مرآۃ النجدیۃ بجواب البریلویۃ (عربی) (۱۲) سد المشارع علی من یقول ان الدین یستغنی عن الشارع (عربی) (۱۳) نھایۃ الزین فی التخفیف عن ابی لھب یوم الاثنین (عربی) وغیرہ۔

سفر آخرت : **كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ** کے تحت اہل سنت کا یہ عظیم ستارہ ۶ ؍ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰ ؍جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ عین اذان مغرب کے وقت اللہ

اکبر اللہ اکبر کہتے ہوئے غروب ہو گیا۔

اللہ تبارک وتعالی حضور تاج الشریعہ کے مرقد مبارک پر باران رحمت کا نزول فرمائے اور ہمیں آپ کے فیضان سے سرشار فرمائے۔**آمین بجاہ سیدالمرسلین**

(یہ حالات مولانا عاشق حسین کشمیری صاحب قبلہ کے مضمون ''حضور تاج الشریعہ ! سوانحی خاکہ'' سے اخذ کیے گئے ہیں)

تقدیم

از: خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی ناظم علی صاحب قبلہ

رضوی مصباحی

استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور، اعظم گڑھ (یوپی)

حامداً و مصلیاً و مسلماً

"**أصحابی کالنجوم**" (میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں) یہ حدیث پاک موضوع ہے یا مقبول؟ اس سلسلے میں ماضی قریب میں ایک بحث یہ چھڑی کہ یہ حدیث پاک موضوع اور نامقبول ہے اس کا ذکر کن لوگوں نے کیا کچھ کا ذکر حضور تاج الشریعہ قدس سرہ نے اس موضوع سے متعلق اپنے محققانہ اور محدثانہ کلام کے تحت ذکر فرما دیا ہے، اور کچھ کا علم ماضی وحال پر نظر ڈالنے سے واضح ہو جائے گا۔

میں اس سلسلے میں زیادہ عرض کرنا نہیں چاہتا مگر اتنا ضرور عرض کروں گا کہ ہمارے اسلاف واکابر محققین کی گراں قدر تحقیقات کو نظر انداز کرنا اور غیر تقلیدی فتنوں کو فروغ دینا اور ایسوں کی تحریروں پر اعتماد کرنا جنہوں نے جلیل القدر صحابی رسول بلکہ اللہ عزوجل کی بلند بارگاہ میں ناپاک جرأت وجسارت کی جس کا حال ہمارے ائمہ کرام وعلمائے ذوی الاحترام نے روشن فرما دیا ہے کیا ایمان واسلام کی خدمت کرنا ہے یا اس کی محکم دیواروں کو منہدم کرنا ہے؟ ابن حزم جس کے بارے میں امام اہل سنت، مجدد دین وملت، سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنے رسالہ

ابن حزم: "**سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح**" میں تحریر فرمایا فاقد الجزم، ظاہری المذہب، ردی المشرب جس نے "**کتاب الفصل**" میں کہا کہ اللہ عزوجل **اتخاذ ولد** (اولاد اختیار کرنے) پر قادر ہے جسے اس نے اپنے سلف معتزلہ کے اس قول سے اخذ کیا: "اللہ عزوجل ظلم پر قادر ہے۔" اسماعیل دہلوی نے اسی ابن حزم کی صریح گمرہی کی نکیل پکڑ کر یہ کہا کہ: "اللہ سبحانہ جھوٹ بول سکتا ہے۔" علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ اور علامہ فضل رسول بدایونی قدس سرہ و دیگر علمائے کرام نے اس کی اس گمرہی کا ذکر کیا جو "**المعتقد المنتقد**" میں تفصیل کے ساتھ مرقوم ہے جس کا جی چاہے اسے دیکھ لے۔

پھر اسی ابن حزم نے جلیل القدر صحابی رسول سیدنا ابوالطفیل رضی اللہ تعالی عنہ کی اس حدیث پاک کو جسے امام مسلم اور دیگر محدثین نے تخریج فرمایا، باجے کو حلال کرنے کے لیے مقدوح بتادیا اور آپ کی شان رفیع میں طعن کیا جسے امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنے محققانہ رسالہ "**حاجز البحرین**" اور علامہ عبدالحی لکھنوی نے "**الرفع والتکمیل**" میں اور دیگر ائمہ وعلما نے اپنے مقام پر ذکر فرمایا۔

اسی ابن حزم نے حدیث پاک "**أصحابی کالنجوم**" پر طعن کرتے ہوئے اسے باطل کہا اور اسی کی روش پر چل کر دوسروں نے بھی طعن کیا، جب کہ یہ حدیث پاک مختلف سندوں سے مختلف الفاظ سے مروی ہے جو حدیث مذکور کا معنی ادا کرتی ہے اور یہ طعن وضع کو نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ ضعف کو ثابت کرتا ہے اور حدیث ضعیف جب مختلف سندوں سے مروی ہوتو درجۂ حسن کو پہنچ جاتی ہے جو قابل حجت اور لائق استناد ہوتی ہے، حضور تاج الشریعہ قدس سرہ نے اس موضوع سے متعلق کیے جانے والے شکوک وشبہات اور ایرادات واعتراضات کا محققانہ ومنصفانہ محاسبہ

فرماتے ہوئے عربی زبان میں ایک رسالہ ’’**الصحابة نجوم الاهتداء**‘‘ تحریر فرمایا جس میں اس حدیث پاک کا مقبول وحجت اور غیر موضوع ہونا ثابت فرمایا، اس رسالہ کے مطالعہ سے نہ صرف اس حدیث پاک کی حجیت کا اذعان تام ہوتا ہے بلکہ علم حدیث میں حضور تاج الشریعہ کی جلالت شان روز روشن سے زیادہ آشکارا ہوتی ہے، یہ رسالہ عربی زبان میں تھا اس کا افادہ عام وتام کرنے کے لیے جناب مولانا معراج علی مرکزی صاحب نے اسے دل نشیں اردو زبان میں منتقل کیا ہے، اس خادم نے اس عربی رسالہ اور اس کا اردو ترجمہ دونوں مطالعہ کیا ہے، اللہ تعالی اپنے حبیب اعظم سید عالم ﷺ کے وسیلے سے اس رسالہ اور اس کے اردو ترجمہ کو قبول خاص وعام بخشے، غیر تقلیدی فتنوں سے امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے، صحابۂ کرام کی عظمت شان کا ایقان و اذعان بخشے اور اس حدیث پاک کی حجیت روز روشن سے زیادہ آشکارا فرمائے۔ **آمین یارب العالمین بجاہ طه ویس علیه أفضل الصلاة وأکمل التسلیم وعلی آله وصحبه وحزبه أجمعین الی یوم الدین**

محمد ناظم علی رضوی

خادم جامعہ اشرفیہ مبارکپور، اعظم گڑھ

۲۰۲۰/۸/۱۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے جو بلندی اور پستی عطا کرتا ہے، دیتا اور روکتا اور جو چاہتا کرتا ہے اور درود وسلام ہمارے سردار محمد ﷺ پر نازل ہو جن کا لواء الحمد بلند کیا جائے گا، جن کے صدقے بلائیں دور ہوتی ہیں اور آپ کی آل پر جو نجات کی کشتیاں ہیں اور آپ کے صحابہ پر جو اقتدا کی راہوں کے نجوم ہدایت ہیں اور روز جزا تک بھلائی کے ساتھ آپ کی پیروی کرنے والی خیر امت پر نازل ہو۔

حمد وصلاۃ کے بعد، مجھے معلوم ہوا کہ دور حاضر کے ایک شخص نے شفا شریف میں وارد اس حدیث پاک پر کلام کیا: "**أصحابی کالنجوم بأیهم اقتدیتم اهتدیتم**" محشی نے کتاب مذکور پر اپنی تعلیق میں یہ دعوی کیا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے حالاں کہ اس کا یہ دعوی ناقص ہے، میں ذیل میں اس کا کلام نقل کر کے اسے ذکر کروں گا جو اس کے مقصود کو باطل کر دے گا اور میں اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں وہ مجھے کافی ہے اور کیا ہی اچھا مددگار ہے۔

اس نے شفا میں مذکور حدیث کے تحت کہا کہ: "یہ حدیث موضوع ہے، اسے ذہبی نے جعفر بن عبدالواحد ہاشمی کے ترجمہ میں "**میزان**" (۱) میں ذکر کیا ہے، اور انہوں نے اس کے بارے میں دارقطنی کا یہ قول نقل کیا کہ وہ حدیث گڑھتا تھا اور ابوزرعہ نے کہا: اس نے چند ایسی احادیث روایت کی ہیں جن کی کوئی

---

(۱) **میزان الاعتدال فی نقد الرجال، حرف الجیم، ۱۵۱۱ ترجمة جعفر بن عبدالواحد الهاشمی القاضی، ج ۱، ص ۴۱۲، دارالمعرفة، بیروت۔**

اصل نہیں اورانہوں نے اس حدیث کو اس کی بلاؤں سے ذکر کیا ہے۔ حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ کی ''التلخیص الحبیر''(۱) اور ابن حزم کی ''الاحکام''(۲) ملاحظہ فرمائیں''(۳)۔

موضوع کہنے کا رد بلیغ اور اس کے دلائل

میں کہتا ہوں: اس کے موضوع ہونے کا قول ممنوع ہے اور اس بارے میں دارقطنی کے قول: ''**یضع الحدیث**'' سے استدلال ساقط اور متروک ہے۔

پہلی دلیل:

اولاً : ملا علی قاری رحمہ اللہ نے خود دارقطنی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے خود اس حدیث کی تخریج کی ہے، اور فرمایا: ''دارقطنی نے ''**الفضائل**'' میں اس حدیث کی تخریج کی ہے اور امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے اس حدیث کو بطریق سیدنا جابر رضی اللہ عنہ روایت کر کے فرمایا: یہ ایسی سند ہے جس سے حجت قائم نہیں ہوسکتی۔ اور عبد بن حمید نے اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس حدیث کو روایت کیا، بزار نے کہا: یہ حدیث منکر غیر صحیح ہے اور اس حدیث

---

(۱) التلخیص الحبیر فی تخریج أحادیث الرافعی الکبیر، کتاب القضاء، باب ادب القضاء، ج ۴، ص ۳۵۰، ۳۵۱، رقم: ۲۵۹۴، مؤسسة قرطبة۔

(۲) الاحکام فی اصول الأحکام، الباب السادس والثلاثون: فی ابطال التقلید، ج ۶، ص ۸۲، دار الآفاق الجدیدة، بیروت۔

(۳) الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثانی: فیمایجب علی الانام من حقوقه ﷺ، الباب الثالث، الفصل السادس فی توقیره وبره ﷺ وتوقیر اصحابه وبرهم، ج ۲، ص ۳۹، مرکز اهل السنة برکات الرضا، غوجرات، الهند۔

کو ابن عدی نے ''**الکامل فی الضعفاء**'' میں اپنی سند سے بطریق سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما **اقتدیتم** کی جگہ **فأيهم أخذتم** کے الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے، اور اس کی اسناد ضعیف ہے۔ اور اس کو بیہقی نے ''**المدخل**'' میں بطریق عمر و بطریق ابن عباس اور ایک دوسری سند سے مرسلاً روایت کیا ہے اور فرمایا: اس کا متن مشہور ہے اور اس کی سندیں ضعیف ہیں، امام حلبی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کے لیے مناسب تھا کہ وہ اس حدیث کو صیغۂ جزم کے ساتھ ذکر نہ کرتے جو کہ اہل فن کے نزدیک معروف ہے اور اس سے پہلے کئی مرتبہ یہ گزر چکا۔

(ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے فرمایا): میں کہتا ہوں یہاں اس بات کا احتمال ہے کہ قاضی عیاض کے نزدیک اس حدیث کی کوئی سند ثابت ہو، یا یہ کہ آپ نے کثرت طرق کی وجہ سے اس حدیث کو ضعیف سے حسن کے درجہ میں رکھا ہو اپنے حسن ظن کی بنا پر، مزید یہ کہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل کیا جاتا ہے اور حقیقت حال اللہ خوب جانتا ہے''(۱)۔

ملا علی قاری کے کلام سے حاصل ہونے والی باتیں

ملا علی قاری کا جو کلام ہم نے پیش کیا اس سے چند باتیں ظاہر ہوتی ہیں

(۱) ایک یہ کہ دار قطنی نے خود اس حدیث کو روایت کیا اور اس پر موضوع ہونے کا حکم نہیں لگایا، اگر امام دار قطنی رحمہ اللہ اس حدیث کے موضوع ہونے کا حکم لگاتے تو ملا علی قاری رحمہ اللہ ضرور ان کا قول نقل کرتے۔

---

(۱) شرح الشفا لعلی القاری، القسم الثانی: فیما یجب علی الأنام من حقوقه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، الباب الثالث فی تعظیم أمره و وجوب توقیره و بره، فصل: ومن توقیره و بره توقیر أصحابه علیه الصلاة والسلام، ج ۲، ص ۹۳، دار الکتب العلمیة، بیروت۔

(۲) دوسری یہ کہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے ابن عبدالبر سے اس حدیث کو نقل کیا کہ انہوں نے اس حدیث کو اپنی سند سے بطریق جابر رضی اللہ عنہ روایت کیا اور فرمایا: یہ ایسی اسناد ہے جس سے حجت قائم نہیں ہوسکتی، اس کا صریح مفاد اتنا ہے کہ یہ حدیث موضوع نہیں بلکہ ضعیف ہے۔

(۳) تیسری یہ کہ ایسے ہی امام بزار کا قول: "**منکر لا یصح**" اس بات کا افادہ کررہا ہے کہ حدیث موضوع نہیں بلکہ ضعیف ہے۔

(۴) اور چوتھی یہ کہ ایسے ہی ان کے قول: **رواہ ابن عدی فی الکامل باسنادہ عن ابن عمر بلفظ فأیھم الی قولہ واسنادہ ضعیف** کا مفاد یہ ہے کہ ضعیف کے مرتبہ سے وضع کے مرتبہ تک نہیں پہنچی۔

(۵) اور اس میں اچھی طرح غور کرنا چاہیے جسے ملا علی قاری نے بیہقی سے نقل کیا کہ اس حدیث کو "**المدخل**" میں بطریق عمر و بطریق ابن عباس اور ایک دوسری سند سے مرسلاً روایت کیا اور فرمایا: "اس کا متن مشہور ہے اور اس کی سندیں ضعیف ہیں"، اور جب آپ امام بیہقی کے قول میں دقیق نظر کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ انہوں نے ایک زائد فائدہ کا افادہ کیا اور وہ یہ ہے کہ اس حدیث کا متن مشہور ہے اگرچہ اس کی سندیں ضعیف ہیں اور یہ امام بیہقی رضی اللہ تعالی عنہ کی جانب سے اس بات کے افادہ میں وضاحت ہے کہ حدیث کو تلقی بالقبول کا درجہ حاصل ہے اور تلقی بالقبول راویوں کی بعض توثیق کو متضمن ہے، لہذا کثرت طرق کی وجہ سے قوت میں اور اضافہ ہوگیا۔

اسی وجہ سے ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالی نے اپنے کلام کے آخر میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ کثرت طرق کی وجہ سے حدیث درجۂ حسن تک پہنچ جاتی

ہے۔اوراسی طرح علامہ شہاب الدین خفاجی رحمہ اللہ نے اپنے کلام کے شروع میں امام دارقطنی سے حکایت کیا ہے کہ انہوں نے اس حدیث کو روایت کیا ہے لیکن یہ ذکرنہیں کیا کہ امام دارقطنی نے خاص اس حدیث پر موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے لہذا صرف امام دارقطنی کے قول : "**یضع الحدیث**" سے اس حدیث کے موضوع ہونے پر استشہاد کرنا صحیح نہیں ۔اور امام شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمۃ کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں : "دارقطنی اور ابن عبد البر نے "**کتاب العلم**" میں اس حدیث کو روایت کیا ایسی سندوں سے جو سب کی سب ضعیف ہیں یہاں تک کہ ابن حزم نے کہا کہ یہ حدیث موضوع ہے"۔(۱)

دوسری دلیل:

ثانیاً : امام ابوزرعہ سے جو یہ منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا: جعفر نے کچھ ایسی احادیث روایت کی ہیں جن کی کوئی اصل نہیں اس سے موضوع ہونے پر استشہاد تام نہیں، کیوں کہ یہ حکم بالوضع پر صراحتاً دلیل نہیں ،جس حدیث کی سند معروف نہ ہواس کے بارے میں کبھی ایسا کہہ دیا جاتا ہے اوراس کی سب سے بڑی دلیل کہ ان کا قول وضع کے حکم کا افادہ نہیں کرتا، امام ابوزرعہ کا وہ قول ہے جسے امام ابن حجر علیہ الرحمۃ نے "**لسان المیزان**" میں جعفر بن عبد الواحد ہاشمی کے ترجمہ کے تحت نقل کیا ہے: "سعید بن عمرو برذعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں : میں نے امام ابوزرعہ علیہ الرحمۃ سے ان بعض احادیث کے بارے میں مذاکرہ کیا جنہیں میں نے جعفر بن عبد الواحد ہاشمی سے سنا تھا تو آپ نے ان کا انکار کیا اور فرمایا ان کی کوئی اصل نہیں،

---

(۱) نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض، القسم الثانی، الباب الثالث فی تعظیم أمرہ، فصل: ومن توقیرہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وبرہ، ج ۴، ص ۵۱۶، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

اور بعض کے بارے میں فرمایا کہ یہ باطل وموضوع ہیں، پھر رجوع کرنا چاہا، اور فرمایا: میں نے انہیں دیکھا تھا اور میری خواہش تھی کہ میں ان سے تب کلام کروں جب ان پر سکون واطمینان ہو"۔(۱)

امام ابوزرعہ کے قول کا صحیح مفہوم:

تو امام ابوزرعہ کا اپنی بات کی ابتدا میں بعض احادیث کے بارے میں "**لا أصل لها**" کہنا یہ حدیث کے موضوع ہونے کا فائدہ نہیں دیتا اور اس پر قرینہ اس سے پیوستہ ان کا وہ قول ہے جو بعض احادیث کے بارے میں انہوں نے کہا : "کہ وہ باطل اور موضوع احادیث ہیں"، تو ان کے قول کا واضح مفاد یہ ہے کہ جس حدیث پر انہوں نے **لا أصل له** کہہ کر حکم لگایا اور جس حدیث کے بارے میں کھلی تصریح فرمائی کہ وہ موضوع وباطل ہیں ان دونوں حدیثوں کے درمیان فرق اور مغایرت ہے۔ پہلے قول **لا أصل له** میں حکم صرف سند کی طرف راجع ہے نہ کہ متن کی طرف، جیسا کہ مخفی نہیں، پھر ان کا قول: "**لا أصل لها**" ان کے علم کے اعتبار سے ہے اور اس پر قرینہ وہ ہے جو اس کے بارے میں مذکور ہوا کہ انہوں نے ان احادیث کا انکار کیا، اور یہی گفتگو اس میں بھی جاری ہوگی جو ابن عدی نے کہا کہ انہوں نے بھی اپنے علم کے اعتبار سے فرمایا ہے اور اس پر قرینہ ان کا قول :

"**يسرق الحديث ويأتي بالمناكير عن الثقات**"(۲) ہے۔

---

(۱) لسان الميزان، حرف الجيم، ۱۸۶۱ ترجمة جعفر بن عبد الواحد الهاشمي القاضي، ج ۲، ۴۵۸، دار البشائر الاسلامية، بيروت

(۲) لسان الميزان، حرف الجيم، ۱۸۶۱ ترجمة جعفر بن عبد الواحد الهاشمي القاضي، ج ۲، ص ۴۵۷، دار البشائر الاسلامية، بيروت

تیسری دلیل:

ثالثاً : جعفر کے ترجمہ میں جو انھوں نے یہ ذکر کیا کہ وہ بے اصل حدیثیں روایت کرتے ہیں اور ثقہ راویوں سے منکر احادیث لاتے ہیں اس سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے، نیز ابو حاتم کے حوالہ سے ان کے قصہ میں جو ان پر وضع سند اور احادیث کے سرقہ کرنے کی تہمت مذکور ہے اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے اور یہ وضع سند پر واضح قرینہ ہے، اور کبھی کسی حدیث کے بارے میں سند کے اعتبار سے موضوع کہہ دیا جاتا ہے، تو وہ حکم صرف سند تک محدود رہے گا متن پر نہیں۔

رہا وہ جو ذکر کیا گیا کہ مستعین نے ان کو اس بات کی وجہ سے معزول کر دیا جو ان کو پہنچی تو آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ جرح غیر مفسر ہے، اور اسے جرح شمار نہیں کیا جائے گا، ابن صلاح نے کہا: ”جرح صرف وہی مقبول ہے جو مفسر ہو اور جس کا سبب ظاہر ہو، اس لیے کہ علمائے جرح وتعدیل کا اس سلسلے میں اختلاف ہے کہ کس میں جرح کی جائے اور کس میں جرح نہ کی جائے تو ایک طبقہ ایسے امر پر جرح کا اطلاق کرتا ہے جس کو وہ جرح اعتقاد کرتا ہے حالاں کہ وہ واقع میں جرح نہیں، تو جرح کا سبب بیان کرنا ضروری ہے تاکہ اس میں نظر کی جائے کہ یہ جرح ہے یا نہیں، اور یہ بات فقہ اور اصول فقہ میں ظاہر وثابت ہے“۔(۱)

چوتھی دلیل:

رابعاً : امام ابو زرعہ نے بعض احادیث کے بارے میں جو یہ کہا کہ وہ باطل وموضوع ہیں، ان کا یہ قول کئی معنی کا احتمال رکھتا ہے اور ممکن ہے کہ ان احادیث

---

(۱) معرفة أنواع علوم الحديث المعروف ب ”مقدمة ابن الصلاح“، النوع الثالث والعشرون: معرفة صفة من تقبيل روايته الخ، ص ۱۰۶، ۱۰۷، دار الفكر، دمشق، سوريا۔

کا دارومدار صرف جعفر بن عبد الواحد پر ہو تو انہوں نے ان احادیث پر ان کے متہم ہونے کی وجہ سے موضوع ہونے کا حکم لگا دیا ہو، اور اس کی غایت یہ ہے کہ وضع کا حکم باعتبار ظن ہے اور یہ اس بات کو مستلزم نہیں کہ جعفر کی روایت کردہ ساری حدیثیں ایسی ہی ہوں تو خاص اس حدیث کے بارے میں جزم کرنا صحیح نہ ہوگا بلکہ اس کے موضوع ہونے کا گمان کرنا بھی صحیح نہ ہوگا۔

پانچویں دلیل:

خامساً: یہ حدیث کیسے موضوع ہوسکتی ہے حالاں کہ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے یہ فرمایا جس کا استاذ طٰہٰ عبد الرؤف نے حوالہ دیا اور وہ اس حدیث کے موضوع ثابت کرنے کے درپے ہیں، ملا علی قاری نے "**مرقاۃ شرح مشکاۃ**" میں جس کے بارے میں نقل کیا کہ انہوں نے اس حدیث کے بارے میں ضعیف واہی کہا اور ملا علی قاری نے اس بارے میں نقل کرتے ہوئے فرمایا: "بلکہ ابن حزم سے مذکور ہوا کہ یہ حدیث موضوع و باطل ہے"(۱)۔ پھر ملا علی قاری نے اس بارے میں نقل فرمایا کہ امام ابن حجر رحمہ اللہ نے ابن حزم کے موضوع و باطل ہونے کا دعوی قبول نہ کیا اور ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے خود ابن حجر رحمہ اللہ کے متعلق فرمایا آپ کا کلام یہ ہے: "لیکن امام بیہقی سے مذکور ہے کہ انہوں نے فرمایا:۔ بے شک مسلم شریف کی حدیث پاک یعنی حضور ﷺ کا قول: (ستارے آسمان کے امین ہیں(۲)) اس

---

(۱) مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب الصحابۃ، الفصل الثالث، ج ۱۱، ص ۱۶۳، رقم: ۶۰۱۸، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

(۲) صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب بیان أن بقاء النبی ﷺ امان لاصحابہ، و بقاء أصحابہ امان للامۃ، ص ۱۱۷۷، رقم: ۲۵۳۱، دار طیبۃ، الریاض۔

حدیث پاک کا بعض معنی ادا کرتی ہے۔امام ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام بیہقی علیہ الرحمۃ نے سچ فرمایا یہ حدیث اس معنی ومفہوم کو ادا کرتی ہے کہ صحابۂ کرام کو ستاروں سے تشبیہ دینا صحیح ہے، رہا ان حضرات کی اقتدا کا معاملہ تو اس باب میں ظاہر نہیں، ہاں ستاروں کے ذریعہ ہدایت کے معنی کا اعتبار کرتے ہوئے اقتدا کا معنی اشارۃً لیا جاسکتا ہے،(ملاعلی قاری رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں): ظاہر یہ ہے کہ اھتدا اقتدا کی فرع ہے"۔(۱) (ملاعلی قاری کا کلام ختم ہوا)

تو غور کیجیے کہ ملاعلی قاری نے پیدا شدہ وہم کو کس طرح دور کیا اور ابن حزم کے موضوع ہونے کا دعوی کس طرح دفع کیا پھر حدیث کے اس معنی کی تائید اس سے پیش کی جس کو امام بیہقی رحمہ اللہ سے آپ کا کلام قائم اور برقرار رکھتے ہوئے نقل کیا۔

پھر میں کہتا ہوں :اسی سے اس کا جواب بھی حاصل ہو گیا جو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے،اور وہ یہ ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث کے موضوع و باطل ہونے کا قول نہیں کیا اور ابن حزم ظاہری کا دعوئ وضع قبول نہیں کیا بلکہ امام بیہقی رحمہ اللہ کا قول باقی رکھا اور آپ نے شروع کلام میں اس حدیث کے متعلق ضعیف وواہی کہتے ہوئے اس کی تائید فرمائی جیسا کہ ظاہر ہے۔

چھٹی دلیل:

سادساً : ہم پھر اس حدیث پاک میں غور وفکر کر رہے ہیں اور یہ غور وفکر کرنا اچھا کام ہے،عبد الواحد کے ترجمہ میں مذکور امور میں غور وفکر کر کے ہم کہتے ہیں

---

(۱) مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب الصحابۃ، الفصل الثالث، ج ۱۱، ص ۱۶۳، رقم: ۶۰۱۸، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

:امام دارقطنی سے حکایت کی گئی ہے کہ ''وہ (جعفر بن عبدالواحد) حدیث گڑھتے تھے'' اور خود دارقطنی رحمہ اللہ تعالی سے یہ بھی حکایت کی گئی ہے کہ انھوں نے بذات خود اس حدیث کی تخریج کی ہے جس پر جعفر کی وجہ سے موضوع ہونے کا حکم لگایا گیا ہے تو اگر امام دارقطنی رحمہ اللہ تعالی کا جعفر سے حدیث لانا ثابت ہے تو اس سے قطع نظر کہ ان کا قول خود ان کے فعل سے منقوض ہے۔ تو امام دارقطنی رحمہ اللہ تعالی کا جعفر سے حدیث کی تخریج کرنا اگرچہ ان کی توثیق نہیں مگر کم از کم اس بات کا پتہ ضرور دیتا ہے کہ ان کی حدیث قابل کتابت اور لائق قبول ہے۔ اگر معاملہ ایسا نہ ہوتا تو امام دارقطنی رحمہ اللہ تعالی ضرور اس پر تنبیہ فرماتے۔

اسی طرح ابن عدی سے جو یہ منقول ہے: ''**انه يسرق الحديث ويأتي بالمناكير عن الثقات**'' (کہ جعفر سارق حدیث تھے اور ثقہ راویوں سے منکر احادیث روایت کرتے تھے) اس سے بھی اس کا موضوع ہونا غیر مستفاد ہے، کیوں کہ اس کا مرجع و مصدر محض وضع سند ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔

اور امام ابو زرعہ رحمہ اللہ کا اس حدیث کے متعلق یہ فرمانا: ''**انه من بلاياه**'' (یہ جعفر کی بلاؤں میں سے ہے)، ان کا یہ قول اپنے ظاہر کا احتمال نہیں رکھتا ہے اور ایسا کیوں کر ہوگا جب کہ حدیث کی تائید دوسری حدیث سے ہوتی ہے اور اس حدیث کا مدار صرف جعفر بن عبدالواحد پر نہیں بلکہ یہ حدیث سیدنا عمر، سیدنا جابر، سیدنا ابن عمر، سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہم سے مختلف سندوں سے بھی مروی ہے۔

پھر امام ابو زرعہ کا قول: ''**انه من بلاياه**'' صرف اس لفظ کے سلسلے میں ہے جو جعفر بن عبدالواحد سے ''**میزان الاعتدال**'' میں منقول ہے، اور وہ یہ ہے :

"**أصحابی کالنجوم من اقتدی بشئ منها اهتدی**"(۱) اور جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں یہ اس حدیث کے علاوہ ہے جو"**شفاشریف**" اور"**مشکاۃ**" وغیرہ میں **بأیهم اقتدیتم اهتدیتم** کے الفاظ کے ساتھ وارد ہے اور اگر بالفرض موضوع کا حکم متن حدیث پر بھی محمول کردیا جائے تو یہ حکم حدیث کے صرف انہیں الفاظ پر ہوگا جو"**میزان الاعتدال**"میں وارد ہے اور اس کے علاوہ پر یہ حکم نافذ نہ ہوگا جیسا کہ ارباب عقل ودانش پر مخفی نہیں۔

رہا وہ جسے ذہبی اور ابن حجر رحمہما اللہ نے"**میزان**" اور"**لسان المیزان**"میں ذکر کیا ہے کہ"ان کو قسم دلائی گئی تھی کہ وہ حدیث بیان نہیں کریں گے اور نہ ہی **حدثنا** کہیں گے"(۲)، (تو وہ کہتے تھے فلاں نے مجھ سے بیان کیا) اس کا واضح مفاد یہ ہے کہ انہیں حدیث روایت کرنے کی اجازت نہ تھی اور یہ اجازت حدیث کی نفی کرتا ہے اور اس سے ان کا وضع کا مرتکب ہونا ثابت نہیں ہوتا نہ سند میں نہ متن میں اور اکثر وبیشتر ایسا ہوتا رہتا ہے جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں باوجود اس کے کہ جو جعفر کے بارے میں گزرا کہ وہ حدیث چراتے تھے۔ کیوں کہ اس جملے سے ان کے وضع سند کے ارتکاب کا اشارہ ملتا ہے، اور اس کے بعد جو ان کے بارے میں کہا گیا ہے وہ اس بات کا افادہ کرتا ہے کہ اس حدیث کی ایک سند اور ایک اصل ہے مگر یہ کہ انہیں حدیث روایت

---

(۱) میزان الاعتدال فی نقد الرجال، حرف الجیم، ۱۵۱۱ ترجمة جعفر بن عبدالواحد الهاشمی، ج ۱، ص ۴۱۳، دار المعرفة، بیروت۔

(۲) میزان الاعتدال فی نقد الرجال، حرف الجیم، ۱۵۱۱ ترجمة جعفر بن عبدالواحد الهاشمی، ج ۱، ص ۴۱۲، دار المعرفة، بیروت۔

لسان المیزان، حرف الجیم، ۱۸۱۱ ترجمة جعفر بن عبدالواحد الهاشمی، ج ۲، ص ۴۵۷، دار البشائر الاسلامیة، بیروت۔

کرنے کی اجازت نہ تھی۔ رہا وہ جو ابن عدی سے منقول ہے کہ وہ جعفر کی کئی حدیثیں لے کر آئے اور فرمایا: **''کلها بواطيل و بعضها سرقة من قوم''**(۱) (سب کی سب باطل ہیں اور بعض احادیث قوم سے چرائی ہوئی ہیں) تو یہ ہمارے لیے مضر نہیں اس لیے کہ ابن عدی نے خود اپنی سند سے اس حدیث کو روایت کیا ہے جیسا کہ گزرا اور اس کی سند پر ضعیف ہونے کا حکم لگایا جیسا کہ گزرا اور متن پر موضوع ہونے کا حکم نہیں لگایا جیسا کہ مخفی نہیں، پھر اس سبب کو بیان نہ کیا جس کی وجہ سے انہوں نے جعفر کو حدیث بیان کرنے سے روکا، لہذا یہ جرح مبہم کے مشابہ ہے اور ایسے ہی ابن عدی کا قول جو انہوں نے جعفر کی حدیثوں پر حکم لگایا: **''کلها بواطيل''** بھی مجمل ہے اس میں کسی طرح کی کوئی وضاحت نہیں کہ یہ بطلان کس جہت سے ہے: آیا سند کی جہت سے یا متن کی جہت سے؟ اگر متن کی جہت سے ہے تو موضوع ہونے کی کیا وجہ ہوسکتی ہے اور وضع کی کون سی علامت پائی جاتی ہے؟ اور اس کے وضع کا ظنی حکم ان کے علم کے اعتبار سے متیقن ہے۔ نیز یہ موضوع کی کس قسم سے تعلق رکھتی ہے؟ لہذا مقام تفصیل میں مجمل کا سہارا لینا درست نہیں بلکہ مدعی کا اپنے دعویٰ وضع پر دلیل پیش کرنا ضروری ہے، بالخصوص وضع کی صورتوں کے بیان کے ساتھ کوئی برہان پیش کرنا، بلا شبہ یہ تفصیل کا مقام ہے اور ارباب عقل و دانش خوب جانتے ہیں کہ مقام تفصیل میں اجمال قابل قبول نہیں۔

رہا وہ جو قعنبی سے منقول ہے تو وہ اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ جعفر سے ایسا

---

(۱) ميزان الاعتدال في نقد الرجال، حرف الجيم، ۱۵۱۱ ترجمة جعفر بن عبد الواحد الهاشمي، ج ۱، ص ۴۱۲، دار المعرفة، بيروت۔

لسان الميزان، حرف الجيم، ۱۸۶۱ ترجمة جعفر بن عبد الواحد الهاشمي، ج ۲، ص ۴۵۷، دار البشائر الاسلامية، بيروت۔

ایک مرتبہ واقع ہوا اور یہ ان کی عادت مستمرہ نہ تھی، لہذا جرح تام نہیں پھر جرح اسی وقت شمار کیا جائے گا جب کہ عمداً ثابت ہو۔

زیر بحث حدیث کی دوسری سندیں

نیز "التقریر والتحبیر" میں فرمایا: "**(الأن الاول)** مگر یہ کہ پہلی حدیث **(أصحابی کالنجوم بأیهم اقتدیتم اهتدیتم)** معروف نہیں ابن حزم کے قول کی بنا پر جو اس نے اپنے رسالۂ کبریٰ میں کہا: "**مکذوب موضوع باطل**"۔ ورنہ تو اس کی کئی سندیں ہیں، حضرت عمر، آپ کے صاحبزادے ابن عمر، حضرت جابر، حضرت ابن عباس اور حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہم سے مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہے، جن میں الفاظ مذکور کے سب سے زیادہ قریب وہ حدیث ہے جس کی تخریج ابن عدی نے "**الکامل**"(۱) اور ابن عبدالبر نے "**کتاب بیان العلم**" (۲) میں حضرت عبداللہ بن عمر سے کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "**مثل أصحابی مثل النجوم یهتدی بها فبأیهم أخذتم بقوله اهتدیتم**"۔ **اهتدیتم** کی جگہ **أخذتم** ہے اور وہ روایت ہے جس کی تخریج دارقطنی اور ابن عبدالبر نے حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے کی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**مثل أصحابی فی امتی مثل النجوم فبأیهم اقتدیتم اهتدیتم**"۔ ہاں اس سلسلے

---

(۱) الکامل فی ضعفاء الرجال لابی احمد بن عدی الجرجانی، ۵۰۲ ترجمة حمزة بن ابی حمزة النصیبی، ج ۳، ص ۲۶۳، دار الکتب العلمیة، بیروت۔

(۲) جامع بیان العلم وفضله، باب ذکر الدلیل من اقاویل السلف علی أن الاختلاف خطا وصواب الخ، ج ۲، ص ۹۲۴، رقم: ۱۷۵۹، دار ابن الجوزی، المملکة العربیة السعودیة۔

میں کوئی حدیث صحیح نہیں اسی وجہ سے امام احمد رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا: "**حدیث لا یصح**" (حدیث غیر صحیح ہے) اور بزار نے کہا: یہ کلام نبی کریم ﷺ سے صحیحاً ثابت نہیں مگر یہ کہ امام بیہقی رحمہ اللہ تعالی نے "**کتاب الاعتقاد**" میں فرمایا: ہم نے اس کو ایسی حدیث موصول سے روایت کیا ہے جو غیر قوی اسناد سے ہے اور ایک دوسری حدیث سے جو منقطع ہے اور حدیث صحیح اس حدیث کے بعض معنی کی تائید کرتی ہے اور وہ حضرت ابوموسی اشعری کی حدیث مرفوع ہے: "ستارے آسمان کی حفاظت کا ذریعہ ہیں تو جب ستارے ختم ہوجائیں گے تو آسمان پر وہ وقت آئے گا جس کا اس سے وعدہ کیا گیا ہے اور میں اپنے صحابہ کی حفاظت کا ذریعہ ہوں، جب میں دنیا سے چلا جاؤں گا تو صحابہ پر وہ وقت آئے گا جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے، اور میرے صحابہ میری امت کی حفاظت کا ذریعہ ہیں جب میرے صحابہ چلے جائیں گے تو میری امت پر وہ وقت آئے گا جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے"۔ اسے امام مسلم (۱) نے روایت کیا۔" (۲))

کثرت طرق کے فوائد

اور آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ "**التقریر والتحبیر**" اصول کی کتاب ہے اور ان کا محل احکام کے لیے ادلہ اور قواعد کلیہ ہیں۔ تو ان کا اس حدیث کو لانا اور

---

(۱) صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب بیان أن بقاء النبی ﷺ امان لأصحابه، و بقاء أصحابه امان للامة، ص ۱۱۷۷، رقم: ۲۵۳۱، دار طیبة، الریاض۔

(۲) التقریر و التحبیر لابن امیر الحاج الحلبی، الباب الرابع فی الاجماع، مسالة: و لا ینعقد الاجماع بالشیخین أبی بکر و عمر، ج ۳، ص ۱۲۶، دار الکتب العلمیة، بیروت۔

اس کے مؤید کو ذکر کرنا اس بات کو بتاتا ہے کہ یہ حدیث احکام میں لائق استدلال ہے اور اس سے اس کی تائید ہوتی ہے جس کی طرف ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالی نے اشارہ کیا ہے کہ حدیث کثرت طرق سے حسن کے درجہ تک ترقی کر جاتی ہے اگرچہ بعض اسناد کی طرف نظر کرتے ہوئے اس سے حجت قائم نہیں ہوسکتی۔

اور اس سلسلے میں جو بہتان لگایا گیا جب وہ ثابت نہیں ہے تو جعفر پر کیے گئے جرح پر جزم کرنا کیسے جائز ہوگا، بے شک حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ تعالی نے ''**احیاء العلوم**'' میں فرمایا: ''تحقیق کے بغیر کسی مسلمان کی طرف گناہ کبیرہ کی نسبت جائز نہیں''۔(۱)

اور کیوں کر خاص اس حدیث کے بارے میں موضوع گمان کرنا درست ہوسکتا ہے؟ پھر امام ابن حجر رحمہ اللہ تعالی نے راوی حدیث جعفر کے بارے میں جس کلام کے ذریعہ اپنی بات ختم کی ہے اس سے بے توجہی کیسے برتی جاسکتی ہے ؟اور وہ کلام مندرجہ ذیل ہے : ''مسلمہ بن قاسم نے فرمایا: راوی جعفر کا انتقال ۲۵۸ھ میں ثغر میں ہوا، یہ بصری ہیں ثقہ ہیں، ان سے امام ابو داؤد نے روایت کی ہے اور اسی طرح ابو علی الجیانی نے ان کو شیوخ ابو داؤد میں شمار کیا ہے''۔(۲)

امام ابن حجر رحمہ اللہ تعالی کی جانب سے راوی جعفر کے بارے میں یہ صریح توثیق ہے، اور جو دوسروں کی جانب سے راوی جعفر کے بارے میں کلام کیا گیا ہے وہ محتمل و مضطرب ہیں، لہذا توثیق ہی مقدم ہونی چاہیے۔ پھر غور کیجیے ان کے قول :

---

(۱) احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، ج ۳، ص ۱۵۴، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

(۲) لسان المیزان، حرف الجیم، ۱۸۶۱ ترجمۃ جعفر بن عبد الواحد الھاشمی، ج ۲، ص ۴۵۸، دار البشائر الاسلامیۃ، بیروت۔

"**روی عنه ابوداؤد**" میں اوراس کے ساتھ ان لوگوں کو ملائیے جنہوں نے جعفر کی حدیث مذکور روایت کی جن کا ذکر تفصیل سے گذر چکا تو آپ پر حقیقت ظاہر ہو جائے گی کہ امام ابوداؤد کے نزدیک وہ جرح ثابت نہیں جو ان کے علاوہ کے یہاں ثابت ہے اور اگر ثابت ہے تو حدیث کے راویوں کی توثیق کی وجہ سے خاص اس حدیث میں اس امر کو نہیں اتارا جائے گا جیسا کہ ہم نے اس کی طرف اس سے قبل اشارہ کیا ہے اور اس قدر ہمیں کافی ہے۔

اور صاحب فہم وبصیرت ناقد کسی کی رائے کا پابند نہیں ہوتا ہے اور قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالی یقینی طور پر عظیم ناقد اور حدیث کی علل کو جاننے والے ہیں اور ان جیسے حضرات کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ جس راوی کو قابل وصالح سمجھیں اس سے روایت کریں، اگرچہ دوسروں کے نزدیک جرح ثابت ہو۔

ابن صلاح نے فرمایا: "اسی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالی نے ایک ایسی جماعت سے استدلال کیا ہے، جن پر ان کے علاوہ کی جرح ثابت ہے جیسے عکرمہ مولی ابن عباس رضی اللہ عنہما، اسماعیل بن ابی اویس، عاصم بن علی اور عمرو بن مرزوق وغیرہ، اور امام مسلم رحمہ اللہ تعالی نے سوید بن سعید اور ایک جماعت سے استدلال کیا جن کے بارے میں طعن مشہور ہے اور ایسا ہی ابوداؤد سجستانی نے کیا"۔(۱)

سابعاً : اب ابن حزم اپنے دعوی میں تمام لوگوں سے منفرد ہے اور اس کا دعوی ہمیں کچھ ضرر نہ دے گا۔

---

(۱) معرفة أنواع علوم الحديث المعروف ب "مقدمة ابن الصلاح"، النوع الثالث والعشرون: معرفة صفة من تقبيل روايته الخ، ص۱۰۷، دار الفكر، دمشق، سوريا۔

ابن حزم ظاھری کے کلام کا بلیغ رد:

اسے لیں، اور مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم ابن حزم کے بارے میں بیان کردیں جس پر اعتماد کرتے ہوئے استاذ طہٰ عبدالرؤف نے اس حدیث پر موضوع ہونے کا حکم لگادیا اور ابن حزم نے "**الاحکام**" میں جسے بیان کیا جس پر اس حدیث کی بنیاد ہے ہم اس میں آپ کے موافق ہیں، اس نے کہا، یہ اس کا کلام ہے:

"اور رہی روایت "**أصحابی کالنجوم**" یہ روایت ساقط ہے اور یہ ایسی حدیث ہے جسے ابوالعباس احمد بن عمر بن انس عذری نے مجھ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوذر عبد بن احمد بن محمد ہروی انصاری نے خبر دی، وہ کہتے ہیں: ہمیں علی بن عمر بن احمد دارقطنی نے خبر دی، وہ کہتے ہیں: ہم سے قاضی احمد کامل خلف نے حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں: ہم سے عبداللہ بن روح نے حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں: ہم سے سلام بن سلیمان نے حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں: ہم سے حارث بن غصین نے حدیث بیان کی، وہ اعمش سے روایت کرتے ہیں، وہ ابوسفیان سے روایت کرتے ہیں، وہ حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "**أصحابی کالنجوم بأیھم اقتدیتم اھتدیتم**"۔ ابومحمد نے کہا: ابوسفیان ضعیف ہے اور حارث بن غصین یہ ابووھب ثقفی ہیں، اور سلام بن سلیمان موضوع حدیثیں روایت کرتے تھے اور بلاشبہ یہ حدیث بھی انہیں موضوع حدیثوں میں سے ہے، لہذا یہ روایت ساقط ہے جس کی اسناد ضعیف ہے"۔(۱)

---

(۱) **الاحکام فی اصول الأحکام، الباب السادس والثلاثون: فی ابطال التقلید، ج ٦، ص ٨٢، ٨٣، دار الآفاق الجدیدۃ، بیروت۔**

میں کہتا ہوں :ابن حزم کا قول : ''یہ روایت ساقط ہے''۔ یہ حکم صرف سند پر صادق آئے گا اور اس پر قرینہ ابن حزم کا وہ قول ہے جو اس عبارت کے اخیر میں ہے: ''**فهذا رواية ساقطة من طريق ضعيف اسنادها**''(لہذا یہ روایت ساقط ہے جس کی اسناد ضعیف ہے)لہذا یہ حکم صرف سند پر ہوگا متن پر نہیں۔ یہ حدیث کیسے موضوع ہو سکتی ہے حالاں کہ دوسری حدیث سے اس حدیث کے معنی کی تائید ہو رہی ہے جیسا کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے حوالے سے گزرا۔اور کثرت طرق سے تائید ہو رہی ہے ۔اور نیز امام بیہقی رحمہ اللہ تعالی کے حوالے سے گزرا کہ انہوں نے اس حدیث کو دوسری سند سے مرسلاً روایت کیا۔

اور جمہور کے نزدیک مرسل حجت ہے جیسا کہ اس کا تفصیلی افادہ ہمارے شیخ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان نے ''**الهاد الكاف فی حكم الضعاف**''میں کیا ہے،اور اثنائے کلام میں ابن حزم کا قول: ''**هذا منها بلا شك**''(یہ حدیث بلا شبہ انہیں موضوعات میں سے ہے)ممنوع ہے۔کیوں کہ یہ دعوی بغیر دلیل ہے اور اس کے ساتھ یہ دعوی ان کے ضعف سند کے اقرار کے منافی ومناقض ہے۔جب کہ ضعفِ سند، متن کے ضعیف ہونے کو مستلزم نہیں چہ جائے کہ حدیث کے موضوع ہونے کو مستلزم ہو۔

اس نے کہا: ''اور میری (ابن حزم کی)طرف ابو عمرو یوسف بن عبداللہ نمری نے لکھا : کہ اس حدیث کو عبدالرحیم بن زید عمی کی سند سے بھی روایت کیا گیا ہے وہ اپنے والد سے، وہ سعید بن مسیب سے، وہ حضرت ابن عمر سے، اور نیز حمزہ جزری کی سند سے بھی روایت کیا گیا ہے وہ نافع سے، وہ حضرت ابن عمر سے ۔ اس (ابن حزم) نے کہا: عبدالرحیم بن زید اور اس کے والد متروک ہیں اور حمزہ

جزری مجہول ہیں''۔(۱)

ابن حزم کا قول : ''**عبدالرحیم بن زیدو أبوه متروکان وحمزة الجزری مجهول**''،

میں کہتا ہوں : تو کیا ہوا؟ زیادہ سے زیادہ وہ سند میں ضعف پیدا کردے گی اور وہ متن کے موضوع ہونے کو مستلزم نہیں۔

ابن حزم نے کہا : ''میری طرف نمری نے خط لکھا، ہم سے محمد بن ابراہیم بن سعید نے حدیث بیان کی، کہ ابوعبدالرحمن بن مفرج نے ان سے حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں: ہم سے محمد بن ایوب صموت نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں : ہم سے بزار نے کہا: رہا وہ جو نبی ﷺ سے ''**أصحابی کالنجوم بأیهم اقتدیتم اهتدیتم**'' مروی ہے، یہ حدیث نبی کریم ﷺ سے صحیح نہیں''۔(۲)

ابن حزم کا قول: **قال لنا البزار** الخ۔ ''ہم سے بزار نے کہا: رہا وہ جو نبی کریم ﷺ سے ''**أصحابی کالنجوم بأیهم اقتدیتم اهتدیتم**'' مروی ہے یہ کلام نبی کریم ﷺ سے صحیح نہیں ہے''۔

امام بزار کے قول ''لا یصح'' کا صحیح مفہوم

میں کہتا ہوں: بزار کا قول: ''**لا یصح**'' اس بات کی صراحت ہے کہ یہ حدیث محدثین کی اصطلاح والی حدیث صحیح کے درجے تک نہیں پہنچی ہے، کیوں کہ

---

(۱) الاحکام فی اصول الأحکام، الباب السادس والثلاثون: فی ابطال التقلید، ج ۶، ص ۸۳، دار الآفاق الجدیدة، بیروت۔

(۲) الاحکام فی اصول الأحکام، الباب السادس والثلاثون: فی ابطال التقلید، ج ۶، ص ۸۳، دار الآفاق الجدیدة، بیروت۔

صحت کی نفی سے تو حسن کا نہ ہونا ثابت نہیں چہ جائے کہ یہ حدیث کے ضعیف یا موضوع ہونے کا افادہ کرے۔(الھاد الکاف فی حکم الضعاف کی طرف رجوع کریں)

ابو محمد (ابن حزم) نے کہا : ''یہاں سے ظاہر ہو گیا کہ یہ روایت بالکل ثابت نہیں بلا شبہ یہ روایت جھوٹی ہے۔اس لیے کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی ﷺ کے وصف کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے: ﴿ومَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوىٰ، اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحىٰ﴾ (النجم:۳، ۴) ترجمہ: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔تو نبی کریم ﷺ کا سب کا سب کلام شریعت میں حق ہے تو وہ بلا شک وشبہ من جانب اللہ ہے اور جو من جانب اللہ ہو اس میں کوئی اختلاف نہیں، اللہ تعالی کے اس فرمان کی وجہ سے: ﴿وَلَوْكَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا﴾ (النساء:۸۲) ترجمہ : اور اگر وہ غیر خدا کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے''۔(۱)

اور اس کے بعد ابن حزم کا قول: ''**فقد ظهر أن هذه الرواية لا تثبت اصلاً، بلا شك انها مكذوبة**'' (یہاں سے ظاہر ہو گیا کہ یہ روایت بالکل ثابت نہیں بلا شبہ یہ جھوٹی روایت ہے) دعوی بلا دلیل اور اندازہ سے حکم لگانا ہے جو بہت سخت ہے، اور اس پر تعجب ہے کہ وہ سند کے بارے میں کلام کرتے ہوئے خود اس کے ضعف کا اقرار کرتا ہے، اور بزار کے حوالے سے ایسی چیز بیان کرتا ہے جو ضعف کا افادہ بھی نہیں کرتی، پھر متن پر جزم کے طور پر حکم لگا دیتا ہے کہ وہ جھوٹی

---

(۱) الاحکام فی اصول الأحکام، الباب السادس والثلاثون: فی ابطال التقلید، ج ۶، ص ۸۳، دار الآفاق الجدیدة، بیروت۔

اور موضوع حدیث ہے۔

اور محل استدلال میں اس کا قول جیسا کہ اس نے کہا: ''کیوں کہ اللہ تعالی اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿**وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى** ...۔ الخ''﴾ (**النجم: ۳، ۴**) تعجب خیز ہے۔اس سے یہ بات کیسے ثابت ہوسکتی ہے کہ مذکورہ حدیث موضوع وباطل ہے؟ یا اس سے یہ بات کیسے ثابت ہوسکتی ہے کہ نبی کریم ﷺ خواہش سے اپنے زعم کے مطابق بولتے ہیں، اگر آپ نے اپنے صحابہ کے بارے میں یہ کہا؟ اور کہاں سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ صحابہ جب کسی امر میں مختلف ہوں، بعض کا مذہب مباح ہو، اور بعض کا مذہب حرام ہو کہ انہوں نے اس پر خواہش نفس سے حکم لگا دیا ہے؟ اور نبی کریم ﷺ جب ان کے بارے میں فرما رہے ہیں تو گویا حضور ﷺ ان کو خواہش نفس پر ثابت کر رہے ہیں؟

یہ اس کے کلام کا ماحصل ہے جو ''مجلہ جامعہ اسلامیہ'' میں منقول ہے اور یہ اجتہاد کا دروازہ بند کرنا اور تقلید صحابہ سے روکنا اور تقلید کے دروازے کو بالکلیہ بند کرنا ہے، اور نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو جو اجتہاد کی اجازت عطا فرمائی اس پر انگشت نمائی کرنا ہے۔

''**مشکاۃ المصابیح**'' میں منقول ہے : ''حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے آپ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو فرمایا: تم کس طرح فیصلہ کرو گے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ عز وجل کی کتاب سے فیصلہ کروں گا۔آپ نے فرمایا : تو اگر کتاب اللہ میں صراحت نہ ہو تو؟ عرض کیا : رسول اللہ ﷺ کی سنت سے فیصلہ کروں گا، آپ نے فرمایا : اگر رسول اللہ ﷺ کی سنت میں تصریح نہ ہو تو؟ عرض کیا: میں ضرور اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا، وہ

فرماتے ہیں : تو اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے سینہ پر ضرب لگائی اور فرمایا: تمام تعریف اس اللہ کے لیے جس نے رسول اللہ کے قاصد کو اس چیز کی توفیق بخشی جو رسول اللہ کو پسند ہے۔(اس حدیث کو ترمذی(۱)، ابوداؤد(۲) اور دارمی(۳) نے روایت کیا"(۴))

اور جب اس نے صحابۂ کرام پر طعن کیا جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں اور ان پر خواہش نفس کی تہمت لگائی، تو اس کے اس قول سے بالکلیہ حدیث کا رد لازم آئے گا خواہ وہ صحیح ہو، حسن ہو، ضعیف ہو، اس لیے کہ ان پر طعن کرنے سے ان کی عدالت ساقط ہوگئی اور ان سے امان اٹھ گیا اور اس کے دعوی کی تقریر صرف اسی حدیث تک محدود نہ رہے گی بلکہ اس کے علاوہ دیگر حدیثوں تک متعدی ہوگی جن میں اقتدا کا حکم صراحتًا یا دلالتًا موجود ہے۔

تو حضور ﷺ کے اس ارشاد پاک کا رد لازم آئے گا: "**اقتدوا بالذين من بعدی أبی بکر و عمر**"(۵) (میرے بعد ابوبکر و عمر کی اقتدا کرنا)، اور نیز حضور علیہ

---

(۱) جامع الترمذی، ابواب الأحکام، باب ماجاء فی القاضی کیف یقضی، ج ۳، ص ۹، رقم: ۱۳۲۷، دار الغرب الاسلامی، بیروت۔

(۲) سنن أبی داؤد، کتاب الاقضیة، باب اجتهاد الرأی فی القضاء، ج ۵، ص ۴۴۳، ۴۴۴، رقم: ۳۵۹۲، دار الرسالة العالمیة۔

(۳) سنن الدارمی، کتاب العلم، باب الفتیا و مافیه من الشدة، ص ۱۳۵، ۱۳۶، رقم: ۱۸۰، دار البشائر الاسلامیة، بیروت۔

(۴) مشکاة المصابیح، کتاب الامارة و القضاء، باب العمل فی القضاء و الخوف منه، ج ۲، ص ۱۱۰۳، رقم: ۳۷۳۷، المکتب الاسلامی، بیروت۔

(۵) جامع الترمذی، ابواب المناقب، ۳۵ باب، ج ۶، ص ۴۳، رقم: ۳۶۶۲، دار الغرب الاسلامی، بیروت۔

السلام کے اس قول : ''**علیکم بسنتی وسنۃالخلفاء الراشدین وعضواعلیھابالنواجذ**''(۱)(میری سنت اور خلفاے راشدین کی سنت کولازم پکڑ واوران پر مضبوطی سے قائم رہو)۔اور جو حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث گزری ، اوراس کے علاوہ ان احادیث کا ردلازم آئے گا جو ان کی اطاعت کے امر کو متضمن ہیں، اوراس سے صرف سنت ہی کا رردلازم نہیں آئے گا بلکہ اس سے کتاب اللہ کا رد بھی لازم آئے گا اسی دلیل سے جس کو اس نے ایجاد کیا، کیوں کہ اس سے تمام ابواب میں ان کے سلسلے میں شک پیدا ہو رہا ہے۔

اور لیجیے آپ کے سامنے خود اس کے کلام سے ایک شاہد پیش ہے جو''**مجلہ جامعہ اسلامیہ**'' سے منقول ہے تا کہ آپ اس کے کلام کی حد درجہ قباحت پر واقف ہو سکیں، مجلہ میں جو اس سے بیان کیا وہ یہ ہے: ''تو محال ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم میں ہر قائل (صحابی) کی اتباع کا حکم دیں حالاں کہ ان میں کچھ وہ ہیں جو کسی چیز کو حلال قرار دیتے ہیں اور کچھ اسی کو حرام قرار دیتے ہیں اور اگر ایسا ہو تو حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالی عنہ کی اقتدا کرتے ہوئے ضرور شراب کی بیع حلال ہوگی ، حضرت طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ کی اقتدا کرتے ہوئے ضرور روزہ دار کے لیے اولہ کھانا حلال ہوتا،اور ان کے علاوہ کی اقتدا کرتے ہوئے حرام ہوتا، اور حضرت علی اور حضرت عثمان وطلحہ وابو ایوب وابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہم کی اقتدا کرتے ہوئے ضرور اکسال سے غسل کا ترک جائز ہوتا، اور حضرت عائشہ اورابن عمر رضی اللہ تعالی عنہا کی اقتدا کرتے ہوئے حرام ہوتا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی

---

(۱) جامع الترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی الأخذ بالسنۃ واجتناب البدع، ج ۴، ص ۴۰۸، رقم: ۲۶۷۶، دار الغرب الاسلامی، بیروت۔

اقتدا کرتے ہوئے ضرور ثمر کی بیع اس کے پختہ اور پکنے سے پہلے حلال ہوتی، اور ان کے علاوہ کی اقتدا کرتے ہوئے حرام ہوتی، پھر ابن حزم نے مثالیں بیان کرتے ہوئے فریب دیا اور کہا: یہ سب ہمارے نزدیک صحیح سندوں سے مروی ہیں جنہیں ہم نے طوالت کے خوف سے ترک کردیا اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی علیہ السلام کے زمانے میں اپنی آراء سے قول کرتے تھے پھر جب یہ بات نبی کریم ﷺ کو پہنچتی تھی تو آپ مصیب کی تصدیق کرتے تھے اور مخطی کو خاطی قرار دیتے تھے۔لیکن یہ حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد زیادہ عام ہوئی اور ناپسندیدہ ہوئی''۔(۱) (ابن حزم کے کلام کا ملخص)۔

میں کہتا ہوں: اس میں شاہد اس کا قول : ''**فمن المحال**'' ہے اور اس نے اپنے زعم کے مطابق اسی کو دلیل بنایا ہے کہ جس طرح اس میں جاری ہے ایسے ہی اس کے علاوہ میں جاری ہوگا جیسا کہ اس سے پہلے ہم نے بیان کیا، تو کیا اس نے ہر اس روایت کو موضوع نہیں کہا جو صحابہ کی اقتدا کو متضمن ہے؟ کیوں اس نے اس کے اور اس کے درمیان فرق کیا؟ اور اس نے جو دلیل پیش کی ہے وہ اس فرق اور تفصیل کا متقاضی نہیں؟ تو اس سے ثابت ہو گیا کہ ابن حزم اور اس کے متبعین خواہش نفس کے گڑھے میں گرے ہوئے ہیں۔اور صحابہ اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے اور ان سے ہدایت پانے والے ان کی اس تہمت سے بری ہیں۔

اور ابن حزم کا قول: ''**قد کان الصحابة یقولون الخ**'' اس کا آخر کلام اس کے اول کلام پر نقض وارد کررہا ہے اس لیے کہ یہ بات سننے میں نہ آئی کہ

---

(۱) الاحکام فی اصول الأحکام، الباب السادس والثلاثون: فی ابطال التقلید، ج ۶، ص ۸۳، ۸۴، دار الآفاق الجدیدة، بیروت۔

نبی ﷺ نے مخطی پر عتاب کیا ہو یا اس سے توبہ طلب کی ہو، اور ایسے ہی یہ بات بھی نہ سنی گئی کہ آپ ﷺ نے مخطی کے قول پر عمل کرنے والے کا مواخذہ کیا ہو اور یہ نبی ﷺ کی جانب سے انھیں اپنی آراء کے مطابق اجتہاد کرنے کی اجازت ہے اور ان کے علاوہ جو اجتہاد کے درجہ تک نہیں پہنچے ان کے لیے ان (مجتہد) کی اقتدا کے امر کو متضمن ہے اگرچہ مخطی خبر پہنچنے کے بعد اپنی رائے پر اصرار نہ کرے۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث پاک کو کیسے قباحت کی جانب منسوب کیا جاسکتا ہے، حالاں کہ حدیث حضرت معاذ کے لیے مطلقاً اجازت کو متضمن ہے، اور ان کے علاوہ کے لیے ہر اس چیز میں ان کی اقتدا کے امر کو متضمن ہے جس میں وہ فیصلہ کریں، خواہ وہ خطا ہو یا درست ہو۔

اور ابن حزم کی بیان کردہ مثالیں ہماری ذکر کردہ باتوں کی مؤید ہیں کہ وہ صحابہ کی تقلید سے روکنا ہے اور تقلید کا دروازہ بالکلیہ بند کرنا ہے کیوں کہ یہ بات اس چیز کی طرف لے جائے گی کہ اختلاف میں کوئی بھی کسی کی اقتدا نہ کرے، اور ہر نا اہل کے لیے اجتہاد کا دروازہ کھولنا ہے اور جب تقلید سے روک دیا جائے گا تو کیسے ان کے لئے جائز ہوگا جو اپنے آپ کو سلفیت کا دعوی کرتے ہیں، حالاں کہ وہ لوگ تقلید ائمہ کی رائے نہیں رکھتے ہیں کہ وہ لوگ امامت کے منصب پر فائز ہو جائیں اور عام لوگ ان کے مذہب پر عمل کریں؟

صحابہ کے بارے میں ابن حزم کا طعن

اور ابن حزم نے ایسی چیز پر اپنا کلام ختم کیا جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے بارے میں صراحةً طعن ہے اس نے کہا: ”**فذلک بعدموته عليه السلام أفشى و أكره**“ اور یہ اس کی جانب سے اس بات کی وضاحت ہے

کہ وہ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کے اقوال کو کوئی اہمیت نہیں دیتا بلکہ اسے مذموم خطا گردانتا ہے۔ **لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔**

اسے لیجیے۔اور ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ کلام گذشتہ میں ہم نے جو پیش کیا اس کے ساتھ ایک اہم تنبیہ کردیں ابن حزم کے طریقہ پر جس پر طہٰ عبدالرؤف اوران کے علاوہ سلفیوں نے اعتماد کیا ہے اور صحیح حدیث کے رد کرنے میں اس کا طریقہ محض خواہش نفس ہے۔

"**شرح صحیح مسلم للامام النووی**" کے مقدمہ میں درج ہے،آپ کا کلام یہ ہے : "شیخ ابوعمرو بن صلاح رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا:اور تعلیقات بخاری میں ایسا ہی معاملہ ہے الفاظ جازمہ کے ساتھ جو اس صفت کو ثابت کرنے والے ہیں جسے ہم نے ذکر کیا جیسے کہ کسی کے بارے میں کہا : (**قال فلان، اوروی فلان، اوذکرفلان**) یا اس کے مثل،اور ابومحمد بن حزم ظاہری نے غلط کہا کیوں کہ اس نے اس کے مثل کو انقطاع اور صحت میں عیب قرار دے دیا اور اپنے فاسد مذہب کو ثابت کرنے کے لیے آلات موسیقی کے مباح قرار دینے میں اس کا سہارا لیا،اور اس کا زعم یہ ہے کہ اس کے حرام قرار دینے کے لیے کوئی صحیح نہیں حدیث ابو عامر یا ابومالک اشعری رضی اللہ تعالی عنہما کی حدیث کا جواب دیتے ہوئے ، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**لیکونن فی امتی أقوام یستحلون الحریروالخمر والمعازف**[1] الی آخرالحدیث"(ضرور میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو ریشم،شراب اور باجوں کو حلال جانیں گے) تواس

---

(1)صحیح البخاری،کتاب الأشربة،باب ماجاءفیمن یستحل الخمرویسمیه بغیر اسمه،ص ۱۴۲۱ ،رقم: ۵۵۹ ،دارابن کثیر، دمشق بیروت۔

نے زعم کیا کہ یہ حدیث غیر صحیح ہے اگرچہ اس کو امام بخاری رحمہ اللہ تعالی نے روایت کیا، اس لیے کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالی نے اس میں فرمایا: ”**قال هشام بن عمار**“ اوراس کی سند لے کر آئے ہیں، تو اس میں امام بخاری اور ہشام کے درمیان انقطاع ہے، اور یہ ابن حزم کی خطا ہے چند وجوہ سے (۱) ایک وجہ تو یہ ہے کہ اس میں کسی بھی جہت سے بالکل کوئی انقطاع نہیں، کیوں کہ امام بخاری کی ہشام سے ملاقات اور سماعت ثابت ہے“(۱) اس کے آخر تک جو انھوں نے افادہ کیا اور ان پر سخی بادشاہ کی رحمت نے فیضان کیا۔

ابن حزم نے صحابی رسول کو مقدوح کہا

اور صحابہ کے بارے میں ابن حزم کے حوالے سے جو اس کا کلام گزر چکا اور وہ حدیث کو رد کرنے کے درپے ہے وہ اس سلسلے میں وارد ہے جو کہ نفس اور خواہش پر اتباع کرنے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ اوراس مقام کے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس کی فحش گوئی اور بے تکلفی کا نمونہ پیش کریں جو اس نے جلیل القدر صحابی ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں طعن کرتے ہوئے کہا ہے جن کی حدیث کو امام مسلم اور ان کے علاوہ محدثین نے روایت کیا ہے اور آپ کی حدیث اہل علم کے یہاں معروف ہے، ابن حزم نے آپ کے بارے میں کہا: ”**انه مقدوح**“ (کہ یہ مقدوح ہیں)۔

اس بات کو شوکانی ظاہری نے ”**نیل الأوطار**“(۲) میں اس سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے جب کہ وہ ایک ایسی حدیث بیان کررہے ہیں جس کو

(۱) المنهاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج للنووی، مقدمات، ج ۱، ص ۲۴، دار الكتب العلمیة، بیروت۔

(۲) نیل الأوطار من اسرار منتقی الأخبار

''منتقی '' (۱)میں ذکر کیا ہے اور وہ حدیث مندرجہ ذیل ہے:

''حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ غزوۂ تبوک میں جب سورج ڈھل جانے سے پہلے کوچ کرتے تو آپ ظہر کو مؤخر کر کے ظہر اور عصر کو ملا کر پڑھتے اور جب سورج ڈھل جانے کے بعد کوچ کرتے تو ظہر اور عصر ساتھ ساتھ پڑھتے پھر سفر شروع کرتے، اور جب مغرب سے پہلے کوچ کرتے تو مغرب کو مؤخر کرتے ہوئے عشا کے ساتھ ملا کر پڑھتے، اور جب مغرب کے بعد کوچ کرتے تو عشا کو جلد ادا کر کے مغرب کے ساتھ ملا کر پڑھتے۔

(اس حدیث کو امام احمد(۲)، ابوداؤد(۳)اور ترمذی (۴) نے روایت کیا''(۵))

شوکانی نے اس حدیث کے تحت کہا اس کا کلام یہ ہے : ''رہی حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث تو اس کی تخریج ابن حبان، (۶) حاکم، (۷) دارقطنی (۸)اور بیہقی (۹) نے بھی

---

(۱)المنتقی من أخبار المصطفی

(۲)مسند الامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمر بن الخطاب، ج ۱۰، ص ۶۱، رقم: ۵۷۹۱، مؤسسة الرسالة، بیروت۔

(۳)سنن أبی داود، تفریع ابواب صلاة المسافر، باب الجمع بین الصلاتین، ج ۲، ص ۴۰۶، رقم: ۱۲۰۸، دار الرسالة العالمیة۔

(۴)جامع الترمذی، ابواب السفر، باب ماجاء فی الجمع بین الصلاتین، ج ۱، ص ۵۵۴، رقم: ۵۵۳، دار الغرب الاسلامی، بیروت۔

(۵)المنتقی من أخبار المصطفی لابن تیمیة الحرانی، ابواب جمع الصلاة، باب جوازہ فی السفر فی وقت احداهما، ج ۲، ص ۲، رقم: ۱۵۳۱، المکتبة التجاریة الکبری، مصر۔

(۶)صحیح ابن حبان، کتاب الصلاة، باب الجمع بین الصلاتین، ج ۴، ص ۴۶۵، رقم: ۱۵۹۳، مؤسسة الرسالة، بیروت۔

(۷)لم أجد

(۸)سنن الدارقطنی، کتاب الصلاة، باب الجمع بین الصلاتین فی السفر، ج ۲، ص ۲۴۱، ۲۴۲، رقم: ۱۴۶۴، مؤسسة الرسالة، بیروت۔

(۹)السنن الکبری للبیهقی، کتاب الصلاة، باب الجمع بین الصلاتین فی السفر، ج ۳، ص ۲۳۲، رقم: ۵۵۲۸، دار الکتب العلمیة، بیروت۔

کی ہے۔امام ترمذی نے کہا: ''**حسن غریب**''(یہ حدیث حسن غریب ہے)اس میں قتیبہ منفرد ہیں،اور اہل علم کے نزدیک حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث حضرت ابوزبیر رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث سے معروف ہے ،وہ حضرت ابوالطفیل سے روایت کرتے ہیں، وہ حضرت معاذ سے اوراس میں جمع تقدیم نہیں ہے۔یعنی جس کو امام مسلم علیہ الرحمۃ نے روایت کیا،اور ابوداؤد رحمہ اللہ تعالی نے کہا: ''**ھذا حدیث منکر**'' (یہ حدیث منکر ہے)اور جمع تقدیم میں کوئی حدیث قائم نہیں ہے،اور ابو سعید بن یونس نے کہا:اس حدیث کو صرف قتیبہ نے بیان کیااور کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اس میں خطا کی ہے،امام حاکم نے ان پر جرح کی ہے اورطویل کلام کیا ہے،اورابن حزم نے کہا : یہ حدیث معنعن ہے یزید بن حبیب سے، وہ حضرت ابوالطفیل سے،اوران کی کوئی روایت ان سے معروف نہیں،نیز کہا: کہ ابوالطفیل مقدوح ہیں اس لیے کہ وہ مختار ثقفی کے علم بردار تھے اور وہ رجعت پر ایمان رکھتا تھا''۔(۱)

ابن حزم کا قول شوکانی کے نزدیک بھی مردود

شوکانی نے ابن حزم کا دعوی قبول نہ کیااس نے اسی کتاب میں ابن حزم کی عبارت نقل کرنے کے بعد کہا: ''اس کا جواب یہ دیا گیا کہ وہ مختار کے ساتھ امام حسین کے قاتلوں کا بدلہ لینے کے لیے نکلے اور مختار کے رجعت پر ایمان رکھنے کا علم نہیں،یہاں تک کہ کہا :اور حضرت ابوالطفیل کی حدیث کی اصل صحیح مسلم میں

(۱) نیل الأوطار من احادیث سید الاخیار شرح منتقی الأخبار،کتاب اللباس،ابواب الجمع بین الصلاتین،باب جوازہ فی السفر فی وقت احداھما،ج ۳،ص ۲۲۶،دار الکتب العلمیۃ،بیروت۔

ہے۔اور ابوالطفیل عادل وثقہ ومامون ہیں''۔(۱)(شوکانی کا کلام ختم ہوا)

اور ابن حزم کا قول آپ کے سامنے ہے اور یہ اس کی جرأت وجسارت اور بے توجہی پر شاہد ہے جس کا وہ قول کر رہا ہے، اور اس کا یہ حکم لگانا نفس اور خواہش کی اتباع کی بنا پر ہے۔ یہ طعن صرف ایک صحابی ابوالطفیل رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں ہی نہیں ہے بلکہ اس متفق علیہ اعتقاد کے بھی مخالف ہے کہ سارے صحابہ عادل ہیں۔تو کسی ایک صحابی پر طعن کر کے ان کی عدالت کو ساقط کرنا تمام صحابہ پر طعن اور ان کی عدالت کو ساقط کرنا ہے۔اور سلفیوں کی یہی عادت ہے کہ وہ اپنے قول پر دھیان نہیں دیتے اور نہ ہی ڈرتے ہیں اور اپنے زعم سے حدیثوں کو رد کرتے ہوئے شرم وحیا بھی نہیں کرتے۔

اسے اچھی طرح ذہن نشین کرلیں!اور ایک چیز باقی رہ گئی جس کو جعفر کے ترجمہ میں ذکر کیا گیا ہے، اس پر مجھے تبصرہ کرنے دیں تو میں کہتا ہوں: رہا اس کا حکم لگانا اس حدیث پر جسے جعفر بن عبدالواحد نے اپنی سند سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے مرفوعاً روایت کیا ہے، اور وہ یہ ہے: ''**مااصطحب اثنان علی خیر ولاشرالا حشراعلیہ ،وتلا:﴿ واذاالنفوس زوجت ﴾**'' کہ یہ باطل ہے

(۱)نیل الأوطار من احادیث سید الاخیار شرح منتقی الأخبار، ج۳، ص۲۲۶، دار الکتب العلمیة، بیروت۔

جیسا کہ ''**میزان**''[1] اور ''**لسان المیزان**''[2] اور ''**تنزیه الشریعة**''[3] میں بیان کیا ہے تو اس کے بارے میں قول جیسا کہ ہم نے ابن عدی کے قول: ''**کلها بواطیل**'' پر اپنی تعلیق میں بیان کیا کہ وہ مجمل ہے اور متن میں کوئی چیز ایسی نہیں جو قواعد شرعیہ کے مخالف ہو اور اس کے بطلان کی جہت کو بیان نہیں کیا تو محل تفسیر میں اس کی طرف توجہ نہیں کی جائے گی۔

رہا امام ذہبی رحمہ اللہ تعالی کا قول اس حدیث کے بارے میں جو ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے ''**ولدالنبی** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **مسروراً مختوناً**'' (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ناف بریدہ اور ختنہ شدہ پیدا ہوئے)۔ ''اور اس کی آفت جعفر ہیں''[4] تو وہ ممنوع ہے اس لیے کہ اس کا مدار صرف جعفر پر نہیں بلکہ وہ مختلف طرق اور مختلف الفاظ سے حضرت انس، حضرت عباس بن عبد المطلب، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہم سے مروی ہے، جسے

---

(1) میزان الاعتدال فی نقد الرجال، حرف الجیم، ۱۵۱۱ ترجمة جعفر بن عبد الواحد الهاشمی، ج ۱، ص ۴۱۲، دار المعرفة، بیروت۔

(2) لسان المیزان، حرف الجیم، ۱۸۶۱ ترجمة جعفر بن عبد الواحد الهاشمی، ج ۲، ص ۴۵۷، دار البشائر الاسلامیة، بیروت۔

(3) تنزیه الشریعة المرفوعة عن الاحادیث الشنیعة الموضوعة لأبی الحسن علی بن محمد الکنانی، کتاب البعث، الفصل الثالث، ج ۲، ص ۳۸۷، ۳۸۸، رقم: ۳۵، دار الکتب العلمیة، بیروت۔

(4) میزان الاعتدال فی نقد الرجال، حرف الجیم، ۱۵۱۱ ترجمة جعفر بن عبد الواحد الهاشمی، ج ۱، ص ۴۱۳، دار المعرفة، بیروت۔

امام سیوطی رحمہ اللہ تعالی نے "**خصائص کبری**"(۱) میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے، اور علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی نے "**أفضل القری**" میں فرمایا: "امام ضیاء الدین سعدی مقدسی سے صحیح طور پر ثابت ہے(۲) کہ نبی ﷺ ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے یہاں تک کہ کسی نے آپ کی شرم گاہ کو نہ دیکھا۔ امام حاکم نے اتنا اضافہ کیا: "**ان ذلک تواترت به الأخبار**"(اس سلسلے میں متواتر خبریں ہیں) اور تصحیح اور تواتر کے دعوی کا انہوں نے تعاقب کیا ہے، تو فرمایا: تصحیح پر اعتراض کیا گیا ہے کہ وہ سب کے سب ضعیف ہیں، اور تواتر پر کہ جب وہ صحیح نہیں ہے جیسا کہ ثابت ہو چکا تو تواتر کیسا؟"(۳)

کثرت طرق سے حدیث ضعیف کو تقویت حاصل ہوتی ہے

میں کہتا ہوں: اصول حدیث میں یہ بات ثابت شدہ ہے کہ کثرت طرق سے حدیث ضعیف کو تقویت حاصل ہوتی ہے، جس کے سبب کبھی وہ بڑھ کر حسن بلکہ کبھی کبھی صحیح لغیرہ کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے۔ یقیناً امام ضیاء المقدسی علیہ الرحمہ نے ثابت کیا ہے کہ کثرت طرق کی وجہ سے حدیث صحیح ہے، اور کسی ایسے قرینہ کی وجہ سے جو ان کے نزدیک قائم ہے اور جب اس کے ساتھ خبر کی شہرت فراہم ہوگئی یہاں تک کہ امام حاکم نے کہا: اس سلسلے میں متواتر خبریں ہیں، اور محمول کیا گیا ہے

---

(۱) الخصائص الکبری، باب الآیة فی ولادته ﷺ مختوناً مقطوع السر، ج ۱، ص ۹۰، ۹۱، دار الکتب العلمیة، بیروت۔

(۲) الاحادیث المختارة لضیاء الدین المقدسی، ج ۵، ص ۲۳۳، رقم: ۱۸۶۴، دار خضر، بیروت۔

(۳) أفضل القری لقراء ام القری لابن حجر الهیتمی، رقم البیت: ۲۷، ص ۱۳۳، دار المنهاج، جدة۔

کہ امام حاکم نے جو تواتر کا دعوی کیا ہے اس سے تواتر اصطلاحی مراد نہ ہو بلکہ ان کی مراد خبر کا مشہور اور شائع ہونا ہوا گر چہ وہ تواتر کی حد تک نہ پہنچی ہو، یہ حدیث کے تلقی بالقبول کا پتہ دیتی ہے اور اس سے حدیث کی قوت میں اضافہ ہوتا ہے، اور ناقد کے لیے جائز ہے کہ وہ خبر پر صحت کا حکم لگادے اگر چہ سند کی طرف نظر کرتے ہوئے خبر ضعیف ہو اسی وجہ سے علامہ ضیاء مقدسی علیہ الرحمۃ نے مذکورہ حکم لگایا۔مزید یہ کہ امام سیوطی نے امام حاکم کے دعوئ تواتر کا اقرار کیا ہے جیسا کہ ''**خصائص کبری**'' کی مراجعت سے ظاہر ہے، پھر تواتر میں صحت کی بعض شرطوں کا اعتبار نہیں جیسا کہ مخفی نہیں اور اس کے ساتھ بعض شرطیں یا تمام شرطیں تواتر کے ضمن میں حاصل ہو جائیں گی، تو صحت متحقق ہو گئی اور امام حاکم کا تواتر کا دعوی سلامت رہا۔

پھر امام ابن حجر رحمہ اللہ تعالی نے خاص اپنے اس قول کے ذریعہ تعاقب کیا: ''کہا گیا ہے کہ بہت سے لوگ ختنہ شدہ پیدا ہوئے تو اس میں کوئی خصوصیت نہیں بلکہ ابن کلبی نے کہا: آدم علیہ السلام اور آپ کے بعد بارہ انبیا ختنہ شدہ پیدا ہوئے''۔(۱)

تو میں کہتا ہوں: جس نے خصوصیت کا دعوی کیا ہے اس کا قصد انبیا کے درمیان حضور ﷺ کی خصوصیت کا دعوی کرنا نہیں ہے بلکہ مراد حضور ﷺ کا تمام بشر سے ممتاز ہونا ہے، اور جس کو ابن کلبی نے وہاں بیان کیا ہے اس کو امام سیوطی نے خود ابن کلبی سے ''**خصائص کبری**'' میں ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے: ''ہمیں حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالی عنہ سے خبر پہنچی کہ انہوں نے فرمایا: ہم

---

(۱) أفضل القری لقراء ام القری لابن حجر الهيتمي، رقم البيت: ۲۷، ص ۱۳۳، دار المنهاج، جدة۔

اپنی بعض کتب میں پاتے ہیں کہ آدم علیہ السلام ختنہ شدہ پیدا ہوئے اور آپ کے بعد آپ کی اولاد میں سے بارہ انبیا ختنہ شدہ پیدا ہوئے جن میں آخری محمد ﷺ اور شیث علیہ السلام، ادریس علیہ السلام، نوح علیہ السلام، سام علیہ السلام، لوط علیہ السلام، یوسف علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام، شعیب علیہ السلام، یحیی علیہ السلام، ہود علیہ السلام اور صالح علیہ السلام ہیں''۔(۱)

اس کا واضح مفاد یہ ہے کہ مذکورہ روایت میں نبی ﷺ کے لیے خصوصیت اس معنی میں ہے کہ حضور ﷺ تمام بشر سے مذکورہ انبیائے کرام کے علاوہ ممتاز ہیں۔ پھر امام ابن حجر رحمہ اللہ تعالی نے اسی کتاب میں اپنے کلام کے آخر میں ذکر کیا: ''اور بعض حفاظ نے اپنی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا کہ حضرت عبد المطلب رضی اللہ تعالی عنہ نے آپ ﷺ کا آپ کی ولادت کے ساتویں دن ختنہ کیا اور آپ کے لیے دستر خوان لگایا، اور آپ کا نام محمد ﷺ رکھا۔ اور ایک منکر سند سے مروی ہے کہ آپ کا ختنہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس کیا گیا جب آپ کا قلب مبارک شق ہوا''۔(۲)

میں کہتا ہوں : حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے ہی ایسی چیز مروی ہے جو اس کے مخالف ہے اور کثرت طرق سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ تو اس میں اور اس میں بظاہر تعارض واقع ہوا، تو اُس روایت کو مقدم ہونا چاہیے جس کی روایت میں ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ اور ان کے غیر مشترک ہیں اور کثرت طرق سے جس

---

(۱) الخصائص الکبری للسیوطی، باب الآیة فی ولادته ﷺ مختوناً مقطوع السر، ج ۱، ص ۹۰، دار الکتب العلمیة، بیروت۔

(۲) أفضل القری لقراء ام القری لابن حجر الهیتمی، رقم البیت: ۲۷، ص ۱۳۳، ۱۳۴، دار المنهاج، جدة۔

کی تائیداورتقویت حاصل ہوتی ہے اس روایت پر جس کی روایت کرنے میں بعض حفاظ صرف ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے منفرد ہیں اور اس روایت پر جو بطریق منکر مروی ہے :**أنه ختن عند حليمة حيث شق قلبه**۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اس حدیث : "**ولد النبی صلی اللہ علیه وسلم مسروراً مختوناً**" میں جعفر منفرد نہیں ہیں تو اس کے بطلان کا قول کرنے کی طرف کوئی راہ نہیں۔

ضعیف حدیثوں کے بارے میں "الھاد الکاف فی حکم الضعاف" سے ماخوذ بیش قیمت افادات

ہم کلام کا اختتام اس پر کرنا چاہتے ہیں جو شیخ الانام امام ہمام شیخ احمد رضا علیہ الرحمہ نے فرمایا، تو ہم تمھارے سامنے ایک ٹکڑا پیش کررہے ہیں اس کا جس کا افادہ آپ نے اپنے جامع رسالہ "**الھاد الکاف فی حکم الضعاف**" میں کیا جو بیش قیمتی فوائداوراہم منافع پر مشتمل ہے۔شیخ رضی اللہ تعالی عنہ نے انیسویں افادہ میں فرمایا: "عقل سلیم گواہ ہے کہ حدیث ضعیف ایسی جگہ مقبول ہے"،**أقول و بالله التوفيق**۔

میں اللہ کی توفیق سے کہتا ہوں : عقل اگر سلیم ہو تو ان نصوص ونقول کے علاوہ وہ خود بھی گواہ کافی ہے کہ ایسی جگہ ضعیف حدیث معتبر اور اس کا ضعف مٹ جاتا ہے کہ سند میں کتنے ہی نقصان ہوں آخر بطلان پر یقین تو نہیں **فان الکذوب قدیصدق** (بڑا جھوٹا بھی کبھی سچ بولتا ہے) تو کیا معلوم کہ اس نے یہ حدیث ٹھیک

ہی روایت کی ہو۔

''مقدمہ امام ابی عمر تقی الدین شہرزوری'' میں آیا ہے: ''محدثین جب کسی حدیث کو غیر صحیح بتاتے ہیں تو یہ اس کے فی الواقع کذب پر یقین نہیں ہوتا اس لیے کہ حدیث غیر صحیح کبھی واقع میں سچی ہوتی ہے اس سے تو اتنی مراد ہوتی ہے کہ اس کی سند اس شرط پر نہیں جو محدثین نے صحت کے لئے مقرر کی''۔(۱)

''**تقریب وتدریب**'' میں ہے: ''کسی حدیث کو ضعیف کہا جائے تو معنی یہ ہیں کہ اس کی اسناد شرط مذکور پر نہیں نہ یہ کہ واقع میں جھوٹ ہے، ممکن ہے کہ جھوٹے نے سچ بولا ہو''۔(۲)

تصحیح وتضعیف صرف بنظر ظاہر ہیں واقع میں ممکن کہ ضعیف صحیح ہو وبالعکس۔ محقق علی الاطلاق ''**فتح القدیر**'' (**مسألة التنفل قبل المغرب**) میں فرماتے ہیں: ''بے شک حدیث کا وصف حسن، صحیح اور ضعیف ظنی طور پر سند کے اعتبار سے ہے، رہا واقع میں تو صحیح کا غلط اور ضعیف کا صحیح ہونا ممکن ہے''۔(۳)

اور اسی میں ہے: (**مسألة السجود علی کور العمامة**، عمامہ کے پیچ پر سجدہ کا مسئلہ) ''ضعیف کا یہ معنی نہیں کہ وہ واقع میں باطل ہے بلکہ وہ ان شروط پر ثابت نہیں جو محدثین کے یہاں معتبر ہیں، اس کے جائز ہونے کے ساتھ کہ وہ واقع میں صحیح ہو، ممکن ہے کہ کوئی ایسا قرینہ مل جائے جو اسے ثابت کردے کہ وہ صحیح ہے، اور راوی ضعیف نے یہ متن معین اچھے

---

(۱) معرفة أنواع علوم الحديث المعروف ب ''مقدمة ابن الصلاح''، النوع الاول من انواع علوم الحديث: معرفة الصحيح من الحديث، ص ۱۴، دار الفكر، دمشق، سوريا۔

(۲) تدريب الراوی فی شرح تقريب النواوی للسيوطی، انواع الحديث، النوع الاول: الصحيح، ج ۱، ص ۳۴، دار الكتب العلمية، بيروت۔

(۳) فتح القدير لابن الهمام الحنفی، كتاب الصلاة، باب النوافل، ج ۱، ص ۴۶۳، دار الكتب العلمية، بيروت۔

طور پر ادا کیا ہے۔تو اس وقت اس راوی کی صحت کا حکم کر دیا جائے گا''۔(۱)

اور''**موضوعات کبیر**''میں ہے:''محققین اس بات پر ہیں کہ صحت وحسن وضعف صرف ظاہر کے اعتبار سے ہیں، واقع میں احتمال ہے کہ صحیح موضوع ہو اور اس کے برعکس، جیسا کہ شیخ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے اس کا افادہ فرمایا ہے''۔(۲)

أقول :یہی راز ہے کہ بہت سی احادیث جنھیں محدثین کرام اپنے طور پر ضعیف وغیر معتبر ٹھہرا چکے علمائے قلب،عرفائے رب، ائمہ عارفین اور سادات مکاشفین **قدسنااللّٰہ تعالی بأسرارهم الجليله ونورقلوبنابأنوارهم الجميله** نے اس کے مقبول ہونے کی صراحت کی ہے اور اس پر اعتماد کیا ہے،وہ بصیغ جزم وقطع نبی ﷺ کی طرف نسبت کرتے ہیں اور اس پر زیادتی کرتے ہوئے بہت سی نئی احادیث لاتے ہیں جن پر علما اپنے زبر ودفاتر میں مطلع نہیں ہوتے ہیں اور ان کے یہ علوم الہیہ بہت سے اہل ظاہر کی جانب سے ان پر طعن وتشنیع کا باعث بن جاتے ہیں چہ جائے کہ انھیں نفع پہنچائیں حالاں کہ وہ ان پر طعن کرنے والوں سے زیادہ اللہ تعالی کا خوف رکھنے والے، اللہ تعالی کے بارے میں زیادہ علم رکھنے والے اور نبی کریم ﷺ کی طرف کسی قول کی نسبت کرنے میں بہت احتیاط کرنے والے تھے۔﴿**كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ (المؤمنون :۵۳)وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ**﴾**(النحل :۱۲۵)**اور ہر ایک گروہ اپنے موجود پر خوش ہے۔ بے شک تیرا رب ہدایت یافتہ کے بارے میں خوب

(۱)فتح القدير لابن الهمام الحنفي،كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة،ج ۱،ص ۳۱۳،دار الكتب العلمية،بيروت۔

(۲)الاسرار المرفوعة فى الأخبار الموضوعة المعروف ب''الموضوعات الكبرى''لعلى القارى،ص ۳۲۴،تحت رقم: ۴۷۲،المكتب الاسلامى،بيروت۔

جانتا ہے۔

امام شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ "**میزان الشريعة الكبرى**" میں حدیث: "**أصحابي كالنجوم بأيهم اقتديتم اهتديتم**" کے بارے میں فرماتے ہیں: "اس حدیث میں اگرچہ محدثین کو کلام ہے مگر وہ اہل کشف کے نزدیک صحیح ہے"۔(۱)

اور "**کشف الغمة عن جميع الامة**" (**آخر المجلد الأول، باب : جامع فضائل الذكر، آخر فصل بالصلاة على النبي** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں فرمایا: "حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جو مجھ پر درود بھیجے اس کا دل نفاق سے ایسا پاک ہوجاتا ہے جیسے کپڑا پانی سے"(۲)۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں : "جو کہے :**صلى الله على محمد**۔ تو اس نے اپنے اوپر رحمت کے ستر دروازے کھول لیے (۳) اور اللہ تعالی اس کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دے گا تو اس سے بغض نہ رکھے گا مگر منافق"۔

ہمارے شیخ (سیدی علی خواص) رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ حدیث اور اس سے پہلے والی ہم نے بعض عارفین سے روایت کیا انھوں نے سیدنا خضر علیہ السلام

---

(۱) میزان الشريعة الكبرى للشعرانی، فصل: فان ادعى أحد من العلماء فوق هذه الميزان والتدين بها هل نصدقه أو نتوقف في تصديقه؟ ج ۱، ص ۳۸، ۳۹، دار الكتب العلمية، بيروت۔

(۲) الدر المنضود في الصلاة والسلام على صاحب المقام المحمود لابن حجر الهيتمي، الفصل الرابع: في فوائد الصلاة على رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، خاتمة في ذكر منامات ونحوها، ص ۱۸۵، دار المنهاج، جدة۔

(۳) الدر المنضود في الصلاة والسلام على صاحب المقام المحمود لابن حجر الهيتمي، الفصل الرابع: في فوائد الصلاة على رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، خاتمة في ذكر منامات ونحوها، ص ۱۸۶، دار المنهاج، جدة۔

سے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے، یہ دونوں حدیثیں ہمارے نزدیک صحت کے اعلی درجہ پر ہیں اگرچہ محدثین اپنی اصطلاح کے مطابق انہیں ثابت نہ کہیں''۔(۱)

نیز ''میزان الشریعة الکبری'' (فصل :فی بیان استحالة خروج شیء من أقوال المجتهدین عن الشریعة) میں اپنے شیخ سیدی علی خواص قدس سرہ العزیز کی طرف نسبت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''جس طرح یہ کہا جاتا ہے کہ جو کچھ محدثین نے سند صحیح متصل سے روایت کیا اس کی سند حضرت الہی تک پہنچتی ہے ایسا ہی اس سلسلے میں کہا جائے گا جو کچھ علم حقیقت سے اہل کشف نے نقل فرمایا''۔(۲)

بالجملہ اولیائے کرام کے لیے اس سند ظاہری کے علاوہ دوسرا طریقہ ارفع واعلی ہے، اسی وجہ سے سیدی بایزید بسطامی رضی اللہ تعالی عنہ وقدس سرہ السامی اپنے زمانہ کے منکرین سے فرماتے: ''تم نے اپنا علم اموات سے حاصل کیا ہے، ہم نے اپنا علم حی لا یموت سے حاصل کیا ہے''،(۳) اسے امام شعرانی نے اپنی مبارک وعظیم کتاب'' الیواقیت والجواهر'' کی سینتالیسویں بحث کے آخر میں ذکر کیا ہے،

---

(۱)کشف الغمة عن جمیع الامة للشعرانی، کتاب الطب، باب جامع فضائل الذکر، فصل :فی الأمر بالصلاة علی النبی ﷺ والترغیب فی حضور المجالس الخ، ج ۱، ص۳۲۷، دار الکتب العلمیة، بیروت۔

(۲)میزان الشریعة الکبری للشعرانی، فصل: فی بیان استحالة خروج شیء من اقوال المجتهدین عن الشریعة، ج ۱، ص۵۶، دار الکتب العلمیة، بیروت۔

(۳)الیواقیت والجواهر فی بیان عقائد الأکابر للشعرانی، المبحث السابع والاربعون: فی بیان مقام الوارثین للرسل من الاولیاء رضی اللہ تعالی عنهم اجمعین، ج ۲، ص۴۷۰، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

اور امام المکاشفین محی الملۃ والدین شیخ اکبر ابن عربی رضی اللہ تعالی عنہ نے بعض احادیث کی تصحیح فرمائی جو محدثین کے علم کے طور پر ضعیف مانی گئی تھیں جیسا کہ انھوں نے "**فتوحات المکیۃ الشریفۃ الالھیۃ الملکیۃ**" کے تہترویں باب میں ذکر کیا اور "**الیواقیت**" (۱) میں اس مقام پر اسے نقل کیا ہے۔

اسی طرح خاتم الحفاظ امام جلیل جلال الملۃ والدین امام سیوطی قدس سرہ العزیز پچہتر (۷۵) مرتبہ بیداری میں جمال جہاں آرائے حضور ﷺ سے مشرف ہوئے اور بالمشافہ حدیث کی تحقیق کی دولت پائی، بہت سی احادیث کی جو محدثین کے طریقہ پر ضعیف ثابت ہو چکی تھیں تصحیح فرمائی جس کا بیان امام عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ النورانی کی کتاب "**میزان الشریعۃ الکبری**" (۲) میں ہے۔ جو تفصیل چاہتا ہے "**میزان**" کا مطالعہ کرے۔ یہ نفیس وجلیل فائدہ جسے میں نے بحمد اللہ تعالی برادران دین کے لیے تحریر کیا مناسب ہے کہ اسے لوح دل پر نقش کر لیا جائے کہ اس کے جاننے والے کم ہیں اور اس لغزش گاہ میں بہت سے قدم پھسل گئے۔

خلیلی قطاع الفیافی الی الحمی کثیر و أرباب الوصول قلائل

اے میرے دوست! چراگاہوں میں ڈاکہ ڈالنے والے بہت ہیں اور منزل کو پانے والے کم ہیں۔

---

(۱) الیواقیت والجواھر فی بیان عقائد الأکابر للشعرانی، المبحث السابع والاربعون: فی بیان مقام الوارثین للرسل من الاولیاء رضی اللہ تعالی عنھم اجمعین، ج ۲، ص ۴۶۸، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

(۲) میزان الشریعۃ الکبری للشعرانی، فصل: فی بیان استحالۃ خروج شیء من اقوال المجتھدین عن الشریعۃ، ج ۱، ص ۵۵، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

خاتمہ

بات دور پہنچ گئی، کہنے کا مقصد یہ تھا کہ سند پر کیسے ہی طعن و جرح ہوں ان کی وجہ سے حدیث کے بطلان پر جزم نہیں کیا جا سکتا، ممکن ہے کہ واقع میں حق ہو اور جب صدق کا احتمال باقی ہے تو عقل مند جہاں ضرر کے بغیر نفع کی امید پائے گا اس فعل پر عمل کرے گا، اور دین و دنیا کے کام امید پر چلتے ہیں تو سند میں نقصان دیکھ کر کون سی عقل اس عمل سے ہاتھ کھینچنے کا تقاضا کرتی ہے۔ تجھے کیا معلوم کہ اگر وہ بات سچی تھی تو تو خود فضیلت سے محروم رہا اور اگر جھوٹی تھی تو عمل کرنے میں تیرا کیا نقصان ہے؟ اسے اچھی طرح سمجھ لو اور اس پر ثابت رہو اور تعصب کرنے والے نہ بنو۔

انصاف کیجیے، میں آپ کے سامنے ایک مثال پیش کروں، کسی شخص کو حرارت غریزی اور ضعف ارواح کے نقصان کی شکایت ہو تو زید اسے کہے کہ فلاں حکیم حاذق نے اس مرض کے لیے ایک دوا تجویز کی ہے کہ تم سونے کے ورق عرق بید مشک کو ہاون دستے میں سونے کے اوزار سے خوب باریک کر کے یا ہتھیلی پر انگلی سے شہد میں پی لو، تو عقل سلیم کا تقاضا نہیں کہ وہ مذکور دوا کے استعمال کو حرام سمجھے جب تک اس حکیم تک سند صحیح متصل ظاہر نہ ہو جائے، بس اتنا کافی ہے کہ اس میں اصول طبیہ کے مطابق اس میں میرے لیے کوئی ضرر تو نہیں ورنہ وہ مریض ''قرابادین'' میں نسخے ڈھونڈتا اور راویوں کے حال کی تحقیق کرتا پھرے گا اور قریب ہے کہ اپنی بے عقلی کی وجہ سے ان دواؤں کے فوائد و منافع سے محروم ہو جائے گا اور نہ عراق سے تریاق پائے گا اور نہ مار گزیدہ دوا پائے گا۔

بعینہ یہی حال فضائل اعمال کا ہے کہ ہمارے کانوں تک کوئی خبر پہنچی جس میں اس طرح کا کوئی فائدہ ذکر ہے اور شریعت مطہرہ نے ان افعال سے منع نہ کیا تو ہمیں محدثین کے طریقہ پر اس کی تحقیق کی ضرورت نہیں اگر حدیث صحیح ہے تو خوب ورنہ ہماری اچھی نیت کی وجہ سے ہمیں بہترین ثمرہ ملے گا۔ ﴿**هَلۡ تَرَبَّصُوۡنَ بِنَاۤ اِلَّاۤ اِحۡدَى الۡحُسۡنَيَيۡنِ**﴾ **(التوبة: ۵۲)** تم ہم پر کس چیز کا انتظار کرتے ہو مگر دو خوبیوں میں سے ایک کا۔ **واللہ الموفق**

وصلی اللّٰہ تعالی علی سیدنا محمد و آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

اسے اپنی زبان سے کہا اور اس کے لکھنے کا حکم دیا۔ اپنے بے نیاز رب کی رحمت کے محتاج محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہ نے۔

﴿برائے ایصال ثواب﴾

☆ مرحوم نسیم اللہ خان

☆ مرحومہ خطب النساء

(والدین حضرت قاری عتیق الرحمن رضوی)

☆ مرحوم مزمل خان

☆ مرحومہ شاہجہاں

☆ وجملہ مرحومین از خاندان وامت مسلمہ

سعدیہ عربک گرلس کالج: ایک تعارف

سعدیہ عربک گرلس کالج ایک ایسا ادارہ ہے جو خواتین امت کی تعلیم وتربیت کے لیے وجود میں لایا گیا ہے، ادارہ کی پر شکوہ عمارت اور اعلیٰ تعلیمی نظم ونسق لوگوں کو اپنا گرویدہ بنارہا ہے، ادارہ میں تقریباً چھ سو سے زائد بچیاں بادۂ علم وحکمت کے جام سے اپنی تشنگی بجھارہی ہیں جن کی تعلیم وتربیت اس انداز سے ہورہی ہے کہ وہ اسلامی شعور وآگہی سے بہرہ ور ہونے کے ساتھ عصری علوم مثلاً کمپیوٹر، انگریزی اور ریاضی وغیرہ سے بھی آراستہ ہورہی ہیں۔ نیز طالبات کے لیے امور خانہ داری مثلاً سلائی، کڑھائی اور کشیدہ کاری وغیرہ کی تعلیم بھی ملحوظ ہے۔ ادارہ کے قیام کا مقصد یہ ہے کہ مسلم خواتین کے اندر اسلامی شعور وفکر، عفت وپاکدامنی اور پاکیزہ کردار جیسے اوصاف پیدا کیے جائیں، طالبات کا نفقہ ودیگر لوازمات ادارے ہی کے ذمہ ہے، لہٰذا اہل خیر سے گذارش ہے کہ اپنے صدقات وعطیات کی ادائیگی کے وقت ادارہ کو فراموش نہ کریں۔

HDFC BANK

Sadiyah Arabic College A/c No: 50200019107804
IFSC Code : HDFC0003843, Branch: Para Saray
Mob No:9838028272

Published by

Sadiyah Arabic Gilrs College

Subhagpur, Gonda (U.P.) Mob: 9161378692